بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (البقرة)

"اور جسے حکمت (فہم دین) عطا ہوئی تو بے شک اسے بڑی ہی خیر عطا ہوئی۔"

جواہر الرشید

یعنی

ہزاروں زریں ملفوظات میں سے منتخب

صد پند لقمان

علماء و مفتیان کرام، اساتذہ و مشائخ عظام، طلبہ و صلحاء و اہل تبلیغ کی خدمت میں

گلِ صد برگ

ملفوظات

۱۱

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر
کتاب گھر
ناظم آباد ۴ — کراچی ۷۵۶۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا (الآیۃ)

"اور جسے حکمت (فہم دین) عطا ہوئی تو بے شک اسے بڑی ہی خیر عطا ہوئی۔"

جواہر الرشید

یعنی

ہزاروں زریں ملفوظات میں سے منتخب

صد پند لقمان

علماء و مفتیان کرام، اساتذہ و مشائخ عظام، طلبہ و صلحاء اہل تبلیغ کی خدمت میں

گلِ صد برگ

ملفوظات

۱۱

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر

کِتاب گھر
ناظم آباد ۴ — کراچی ۷۵۶۰۰

نام کتاب: جواہر الرشید جلد ۱۱

وعظ: فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ

تاریخ طبع: ربیع الاول ۱۴۲۵ھ

مطبع: حسان پرنٹنگ پریس، فون: ۰۲۱-۶۶۴۱۰۱۹

ناشر: کتاب گھر، ناظم آباد نمبر ۴ کراچی ۷۵۶۰۰

فون: ۰۲۱-۶۶۰۲۳۶۱ فیکس: ۰۲۱-۶۶۲۳۸۱۴

ملنے کے پتے

۱ پورے پاکستان میں ’’ضرب مؤمن‘‘ کے تمام دفاتر میں دستیاب۔

۲ دارالاشاعت، اُردو بازار، کراچی۔

۳ ادارہ اسلامیات، انارکلی، لاہور۔

۴ ادارۃ المعارف، دارالعلوم، کراچی۔

۵ مظہری کتب خانہ، گلشن اقبال، کراچی۔

۶ اقبال بک ڈپو، صدر، کراچی۔

۷ میمن اسلامک پبلشرز، لیاقت آباد ۱۸۸/۱، کراچی۔

فہرست

"جواہر الرشید"

	عنوان	صفحہ
۱	امام کے سہو پر فتح دینے کا طریقہ	۹
۲	مسلمان کا مقصد زندگی	۱۴
۳	صاحب کہنے میں احتیاط	۱۶
۴	مسجدیں یا لنگر خانے؟	۱۶
۵	تراویح یا نوافل میں چار رکعت کی نیت باندھنا	۱۸
۶	ہندوستان کو بھارت کہنے کی قباحتیں	۱۹
۷	مسلمانوں پر مشرکین کے اثرات	۲۲
۸	ہوشیار مسلمان	۲۴
۹	چھٹی کا دن	۲۵
۱۰	مسلمان پگڑی کے نیچے ٹوپی پہنیں	۲۷
۱۱	ٹوپیوں کی لڑائیاں	۲۷
۱۲	ٹوپی جوتے سے قیمتی پہنیں	۲۸
۱۳	احتجاج کا مطلب	۲۹
۱۴	ختم شفاء	۳۱
۱۵	توکل، ہدایت اور مدد کی دُعاء	۳۳

	عنوان	صفحہ
۱۶	بزن وبکش	۳۴
۱۷	دنوں کے نام	۳۵
۱۸	جان کی قیمت	۳۵
۱۹	شاہ کا مطلب	۳۶
۲۰	طالبان کی طاقت پہچانی نہیں جاتی	۳۷
۲۱	حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کا طریق اصلاح	۳۸
۲۲	رات کے کھانے میں تاخیر کا نقصان	۳۹
۲۳	رزق کا احترام	۴۰
۲۴	مجاہد کا اچھلنا اور اپنی شجاعت ظاہر کرنا	۴۱
۲۵	دینی اور دنیوی منفعت کا مقابلہ	۴۲
۲۶	نسخہ عشق	۴۳
۲۷	فکرِ آخرت پیدا کرنے کے دو نسخے	۴۴
۲۸	برا ماحول فکر کی تباہی کا ذریعہ	۴۵
۲۹	خدمات دینیہ میں اخلاص کے دو معیار	۴۶
۳۰	دیوث کے معنی	۴۷
۳۱	جشن ربیع الاول منانے والوں کو جواب	۴۸
۳۲	ربیع الاول میں احتساب	۴۹
۳۳	وضو کے بعد آسمان کی طرف انگلی اٹھانا	۵۰
۳۴	جہاد اور اسباب جہاد سے محبت	۵۱
۳۵	صلاحیت قلب میں ترقی کا طریقہ	۵۱

	عنوان	صفحہ
۳۶	دو مشکل کام	۵۱
۳۷	شادی پر پیسا خرچ کرنا حماقت	۵۲
۳۸	اسد الغابہ	۵۲
۳۹	اللہ کی محبت مانگیں	۵۳
۴۰	گندے انڈوں اور مردہ مرغیوں کی تجارت	۵۳
۴۱	امریکا کے عاشق	۵۵
۴۲	قرآن کے بارے میں دُعاء	۵۶
۴۳	اللہ کے دشمن کے نقصان پر خوشی	۵۷
۴۴	اہل اللہ کی محبت کا حال	۵۷
۴۵	انسان کا ایک مرض	۵۷
۴۶	اللہ کی محبت بڑھانے کا طریقہ	۵۸
۴۷	اللہ کا پسندیدہ اسلام	۵۸
۴۸	حضرت ام سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قصہ	۵۹
۴۹	مجاہد سے خوش طبعی	۶۰
۵۰	مولوی اپنی شان بنا کر رکھیں	۶۱
۵۱	پورا قرآن عجیب ہے	۶۲
۵۲	آج کے مسلمان کے خوف کا عالم	۶۳
۵۳	کم سن بچے کا جذبہ جہاد	۶۳
۵۴	حضرت اقدس کا جذبہ جہاد	۶۴
۵۵	مال و منصب برا نہیں	۶۴
۵۶	تلاوت سے قبل تعوذ اور تسمیہ	۶۵
۵۷	سیکنڈ بھی تولے جاتے ہیں	۶۵

	عنوان	صفحہ
۵۸	کس کا زمانہ؟	۶۶
۵۹	اصطلاحات شرعیہ کے استعمال میں مشکل	۶۶
۶۰	رحمت حق	۶۸
۶۱	مصافحہ و معانقہ	۶۸
۶۲	احسن الفتاویٰ کی وجہ تسمیہ	۷۰
۶۳	امریکا کی تباہی کی تمنا	۷۰
۶۴	باطل نظریات کی تردید کا غلط طریقہ	۷۱
۶۵	مسجد کی جماعت چھوڑ کر تراویح پڑھنا	۷۱
۶۶	آسانی سے شادی کرنے کا نسخہ	۷۱
۶۷	ثواب کی حرص	۷۲
۶۸	صدقۂ جاریہ کا تقاضا	۷۲
۶۹	بعض مدارس میں منکرات کا سبب	۷۲
۷۰	مال وقف میں احتیاط	۷۲
۷۱	بحر معرفت میں دخول کی شرط اول	۷۳
۷۲	سلام کا جواب دینے میں مصلحت	۷۳
۷۳	اپنا محاسبہ	۷۴
۷۴	چھوٹوں سے اظہار شفقت ومحبت	۷۴
۷۵	دوسروں کی راحت کا خیال	۷۴
۷۶	دوسروں کو اذیت سے بچانے کا اہتمام	۷۴
۷۷	فضول گوئی کی سزا	۷۵
۷۸	وقت پر کام نہ کرنے کی سزا	۷۵
۷۹	لاتردید لامس	۷۵

	عنوان	صفحہ
۸۰	وقف کا پنکھا فضول چلانے پر تنبیہ	۷۷
۸۱	گھر بلانے کی دعوت پر	۷۷
۸۲	رمضان المبارک میں مرغا	۷۸
۸۳	اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے دُعاء	۷۸
۸۴	ذکر اللہ کا اثر	۷۹
۸۵	دوسروں کی حق تلفی پر سزا	۷۹
۸۶	عشاق کا مشروب	۸۰
۸۷	نسخہ اصلاح پر لوگوں کا اعتراض	۸۰
۸۸	بدگمانی سے بچنے کا اہتمام	۸۰
۸۹	علماء حج بدل نہ کریں	۸۱
۹۰	ایذاء رسانی سے پرہیز	۸۱
۹۱	صحبت ناجنس باعث تکلیف	۸۱
۹۲	مسئلہ بتانے کے بارے میں معمول	۸۳
۹۳	صفائی کی اہمیت	۸۳
۹۴	سزا ذریعۂ نفع	۸۴
۹۵	علماء کے باہم رابطہ کی کوشش	۸۴
۹۶	شیخ کی حرکات اور معمولات کو بغور دیکھیں	۸۵
۹۷	دارالافتاء سے تعلق رکھنے کی شرائط	۸۸
۹۸	دنیا و آخرت میں عافیت کا سبب	۹۲
۹۹	نعمت کی دو قسمیں	۹۳
۱۰۰	نافرمانوں پر کفر کی ہیبت	۹۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

۱۴۱۶ھ

اللہ تعالےٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے
ہیں تو اُس کو دین میں فہم عطاء فرما دیتے ہیں (صحیح بخاری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواہر الرشید

جلد ۱۱

جواہر الرشید کی گیارہویں جلد حضرت اقدس رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظرِ اصلاح سے نہیں گزاری جاسکی اس لیے اس میں جو بھی غلطی ہو وہ مرتب کی طرف سے سمجھی جائے۔

۱- امام کے سہو پر فتح دینے کا طریقہ:

آج نماز میں جو قصہ پیش آگیا ذرا اسے سمجھ لیں، امام صاحب تیسری رکعت کے بعد قیام کرنے کی بجائے غلطی سے بیٹھ گئے پھر جب لقمہ دیا گیا تو کھڑے ہوگئے۔ لقمہ دینے والوں میں بعض حضرات نے لقمہ دیا ''اللہ اکبر'' یہ صحیح نہیں، پہلے تو یہی مسئلہ سمجھ لیں، لوگ ایسے کرتے ہیں کہ اگر امام غلطی سے کھڑا ہو جائے اسے بٹھانا چاہیں تو کہتے ہیں ''سبحان اللہ'' اور اگر غلطی سے بیٹھ گیا اسے کھڑا کرنا چاہیں تو کہتے ہیں ''اللہ اکبر''، یہ مسئلہ معلوم نہیں لوگوں نے کہاں سے نکالا ہے؟ ایک عجیب بات یہ ہے کہ شیطان جو کسی کے کان میں پھونک دیتا ہے تو پھر ساری دنیا میں جہاں چلے جاؤ مشرق مغرب، شمال جنوب جہاں بھی چلے جاؤ وہ بدعت ضرور رائج ہوگی۔ یہ مسئلہ یاد رکھیں کہ امام سے کوئی بھی غلطی ہو جائے خواہ اٹھنے کی بجائے بیٹھ جائے یا بیٹھنے کی بجائے اُٹھ جائے، خواہ کوئی رُکن چھوڑ دے، خواہ کوئی رُکن مقررہ مقدار یا تعداد سے زیادہ کرلے یا کم کرلے، مثلاً سجدے تین کرلیے یا ایک کرلیا یا جہری نماز میں سورۃ ملانا بھول گیا غرضیکہ کوئی بھی غلطی

ہو جائے تو سبحان اللہ کہنا چاہیے اس مسئلہ کو خوب یاد رکھیں دوسروں تک بھی پہنچائیں۔

اس کی وجہ بھی اگر معلوم کر لیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہی ہوگا، سبحان اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک ہے امام صاحب سے غلطی تو ہوگئی اور یہ غلطی انسان کا کام ہے خواہ کوئی کیسا ہی ہوشیار ہو، کتنا بڑا ولی اللہ ہو، اس کا حافظہ کتنا ہی اچھا ہو، کتنا ہی متورع ہو اور کتنا ہی زیادہ متقی ہو، کتنی زیادہ احتیاط کرتا ہو، نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ بھی بہت رہتی ہو، خواہ کوئی صحابی ہی کیوں نہ ہو حتیٰ کہ نماز میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی سہو کروایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں سہو کروانے کی حکمتیں کتنی ہوں گی وہ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں لیکن دو حکمتیں تو کھلی کھلی ہیں ایک تو یہ کہ اُمت کو پتا چل جائے کہ یہ اللہ نہیں ہیں اللہ کے رسول ہیں، یہ بہت بڑی حکمت ہے کہ اللہ نہیں ہیں رسول ہیں اگر اللہ ہوتے تو نہ بھولتے۔ دوسری حکمت یہ کہ نماز میں اللہ تعالیٰ سہو طاری فرما دیتے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا تدارک کیسے فرماتے تھے اس کا علم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہو جائے اس وجہ سے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بھی نماز میں سہو ہوتا تھا۔

سہو تو ہو ہی جاتا ہے سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دینے والا، ارے! کس کس چیز کی اصلاح کی جائے میں جب کہتا ہوں لقمہ دینے والا تو اس پر بھی مجھے خیال ہوتا ہے کہ لقمہ دینے کا مطلب تو ہے کھانے کا نوالہ دینا تو یہاں اپنے منہ سے چیز نکال کر دوسرے کے منہ میں تو نہیں ڈال رہا، شریعت کی اصطلاح میں اسے فتح کہتے ہیں لیکن اگر میں فتح کہوں گا تو آپ لوگ سمجھیں گے ہی نہیں تو چلیے تھوڑا سا پانی میں بھی پی لیتا ہوں، پانی پینے کا قصہ تو سنا ہی ہوگا بتاتا رہتا ہوں، صحبت کا اثر ہوتا ہے نا اگر میں آپ لوگوں کی زبان نہیں بولتا تو آپ سمجھیں گے نہیں اس لیے مجبوراً لقمہ کہنا پڑتا ہے لیکن مولوی لوگ سمجھ لیں جب آپس میں بولیں تو صحیح بولا کریں عوام کو سمجھانے کے لیے کہیں ان کی زبان بول دی تو اور بات ہے یہ مولوی لوگ بھی سارے ہی بہ گئے آپس میں بھی بولتے ہیں تو ایسے ہی کہتے ہیں کہ

لقمہ دے دیا لقمہ دے دیا شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ کھانے پینے کی طرف رغبت زیادہ ہے اسی لیے ہر مقام پر وہی یاد آتا ہے۔ کسی نے بھوکے سے پوچھا کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں؟ تو وہ کہتا ہے چار روٹیاں، یہ نہیں کہتا کہ دو اور دو چار روزے ہو گئے، دو اور دو چار رکعتیں ہو گئیں، دو اور دو چار ہزار یا چار لاکھ روپے جہاد میں دینے کے لیے، دراصل جو بات دل میں ہوتی ہے وہی زبان پر آ جاتی ہے۔ سبحان اللہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ ساتھ ساتھ اس کا اعتراف ہے اور اس کا اظہار ہے کہ نسیان سے غلطی سے اللہ پاک ہے امام کو متوجہ کر دیا کہ امام صاحب آپ سے غلطی ہو گئی اللہ غلطی سے پاک ہے۔

ایک اور ہدایت کی بات بھی سمجھ لیں کہ جب کہیں زینے سے یا کسی ڈھلان یا پہاڑ وغیرہ سے نیچے اُتریں تو اُترتے ہوئے سبحان اللہ کہیں۔ آپ اُترتے وقت پستی میں جا رہے ہیں اللہ کے سامنے اقرار کریں کہ یا اللہ! میں پستی میں جا رہا ہوں پستی میں جانا میرا کام ہے، تیری شان کو کبریائی ہی کبریائی ہے بلندی ہی بلندی ہے تیرے اندر تو پستی کا کوئی نام و نشان بھی نہیں: **ولہ الکبریاء.** کبریائی صرف تیرے لیے ہے۔ اور جب کہیں زینے پر یا ویسے کہیں بلندی پر چڑھیں تو کہیں اللہ اکبر۔ یہ اللہ اکبر اس لیے کہیں کہ بلندی پر جاتے ہوئے کہیں یہ خیال ہونے لگے کہ ہم بلند ہو رہے ہیں۔ سوچیں کہ زمین پر ایک دو بالشت یا چلیے اور زیادہ بلند ہو گئے ہوائی جہاز میں بھی چڑھ گئے تو اور کہاں تک کتنی ہی اونچائی پر اڑنے لگیں اللہ تعالیٰ کے قبضے سے باہر نہیں نکل سکتے بلندی صرف اللہ کے لیے ہے اکبر تو وہی ہے۔

ایک مسئلہ تو یہ ہو گیا کہ امام سے غلطی ہو جائے تو اللہ اکبر نہ کہا کریں بہر حال سبحان اللہ کہا کریں۔ دوسرا مسئلہ: امام صاحب سے ایک غلطی تو ہو گئی سہواً کہ کھڑے ہونے کی بجائے بیٹھ گئے، پھر ایک غلطی اور ہو گئی کہ جب غلطی کا علم ہو گیا تو تکبیر کہے بغیر ویسے ہی کھڑے ہو جاتے، پیچھے جماعت زیادہ تھی لوگ دور دور تھے یہ جب بیٹھے تو بیٹھتے وقت ایک تکبیر کہی پھر سجدے سے اٹھتے وقت تکبیر کہی پھر جلدی سے کھڑے

ہو گئے پھر اور تکبیر کہہ دی لوگوں نے یہ سمجھا کہ امام صاحب کی رفتار آج بہت تیز ہے ابھی ابھی تو سجدے سے کھڑے ہوئے تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کی دیر بھی نہیں گزری کہ رکوع میں پہنچ گئے، انہوں نے سمجھا کہ یہ رکوع کی تکبیر ہے وہ رکوع میں چلے گئے، پھر جب امام صاحب نے دوسری تکبیر کہی تو باہر والے مقتدی کہتے ہیں **سمع اللّٰہ لمن حمدہ** پھر جب انہیں اندازہ ہوا کہ معاملہ کچھ اور ہی ہے تو انہوں نے سمجھا کہ خیر اسی میں ہے کہ خاموش ہی رہو پھر تکبیرات کہنا چھوڑ دیں اس کے بعد معلوم نہیں کیا کرتے رہے یہ غلط فہمی اس سے ہوئی کہ امام صاحب کو جب غلطی پر تنبہ ہوا تو وہ تکبیر کہہ کر کھڑے ہوئے انہیں چاہیے تھا کہ تکبیر نہ کہتے ویسے ہی کھڑے ہو جاتے جو لوگ امام صاحب سے پہلے کھڑے ہو گئے تھے ان کی نماز میں کوئی خلل پیدا نہ ہوتا امام صاحب کے دوبارہ تکبیر کہنے سے سارا خلل پیدا ہوا معلوم نہیں کتنے لوگوں کی نماز فاسد ہوئی اب فرداً فرداً ہر نمازی سے پوچھنا تو مشکل ہے اس لیے سیدھی سیدھی بات یہ ہے کہ وہ نماز دوبارہ پڑھ لیں اسی لیے میں نے اعلان کروا دیا تھا کہ جن لوگوں کا کچھ بھی اشتباہ کسی بھی قسم کا ہو گیا ہے دوبارہ پڑھ لیں۔ یہ تو ہو گئی اس سلسلے میں وضاحت، فی نفسہ مسئلہ کیا ہے کہ اگر نمازی اکیلا ہو یا مقتدی تھوڑے سے ہوں دوبارہ اللہ اکبر کہنے میں کسی قسم کے اشتباہ کا احتمال نہ ہو ایسی صورت میں دوبارہ تکبیر کہے یا نہ کہے ایک بار تو تکبیر کہہ کر بیٹھ گیا پھر خیال آ گیا یا کسی نے بتا دیا تو پھر کھڑا ہوتے وقت تکبیر کہے یا نہ کہے اس مسئلے کی میں نے تحقیق نہیں کی خیال یہی ہے کہ اکیلا بھی ہو تو بھی دوبارہ تکبیر نہ کہے سجود سے قیام کی طرف انتقال ہو تو ایک ہی ہے، غلطی سے درمیان میں رک گیا جب انتقال ایک ہی ہے تو تکبیر دوبارہ نہ کہے۔ حدیث میں اس کی مثال بھی موجود ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر عمر میں جب جسم بھاری ہو گیا تھا اور ضعف پیدا ہو گیا تھا تو دوسری یا تیسری رکعت کی طرف جب کھڑے ہوتے تو دوسرے سجدہ کے بعد ذرا سی دیر بیٹھ کر پھر کھڑے ہوتے بہت معمولی سی دیر

بیٹھ کر جب کھڑے ہوتے دوبارہ تکبیر نہیں کہتے تھے۔ بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوگئی کہ دوسری یا تیسری رکعت کی طرف کھڑے ہوتے وقت دوسرے سجدے کے بعد ذرا سی دیر بیٹھنا سنت ہے، بہرحال جنہیں یہ غلط فہمی ہوگئی وہ بھی ایک تکبیر کہتے ہیں۔ جب انتقال ایک ہے تو تکبیر بھی ایک بار ہی کہی جائے، کیونکہ میں نے اس کی زیادہ تحقیق نہیں کی اس لیے ان شاء اللہ تعالیٰ مزید تحقیق اور بھی کرلوں گا کوئی بات اس کے خلاف مل گئی تو بتاؤں گا۔ یہ تو اس صورت میں کہ جب اشتباہ کا خطرہ نہ ہو لیکن جب مقتدی زیادہ ہوں لوگوں کی نماز خراب ہونے کا خطرہ ہو تو دوسری تکبیر کہنے کا کوئی جواز ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض دفعہ کوئی غلطی ایسی کروادی جاتی ہے کہ اس میں امت کا فائدہ ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں سہو کروادیتے تھے اس میں امت کا فائدہ تھا ایسے ہی ہمارے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، زندہ کو بھی رحمہ اللہ تعالیٰ کہنا جائز ہے، لوگ ایک دوسرے کو سلام میں بھی تو کہتے ہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو جو معنی ورحمۃ اللہ کے ہیں وہی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ ہمارے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ نے دو غلطیاں کروادیں ایک تو یہ کہ کھڑے ہونے کی بجائے اللہ تعالیٰ نے بٹھا دیا دوسری یہ کہ بعد میں تکبیر نہیں کہنی چاہیے تھی تکبیر بھی کہلوادی یہ دو غلطیاں کروادیں تاکہ اس مسئلے کی پوری پوری وضاحت ہوجائے سب سننے والوں کو حاضرین کو اس کا پتا چل جائے اور ''لقمہ'' کی بجائے ''فتح'' کا لفظ کہنا چاہیے اس کا بھی پتا چل جائے اور فتح دینے کا طریقہ بھی معلوم ہوجائے کہ ہر حال میں سبحان اللہ کہنا چاہیے اور یہ بھی پتا چل جائے کہ نشیب میں جائیں تو سبحان اللہ کا ذکر جاری رکھیں جب چڑھائی پر چڑھیں تو اللہ اکبر کا ذکر جاری رکھیں۔ دیکھیے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ غلطی نہ ہوتی تو اتنے مسائل اتنی ساری باتیں آپ لوگوں کو کیسے معلوم ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ ہر غلطی کو بھی اپنے قرب اور محبت واطاعت میں ترقی کا ذریعہ بنادیں۔

٢- مسلمان کا مقصدِ زندگی:

کل آخر میں بتایا تھا کہ دو دن کی خوراک پیشگی مل گئی۔ ہمیشہ کوشش کرتا ہوں کہ عصر کے بعد آدھے گھنٹے سے زیادہ بیان نہ ہو مگر ع

وہ کوشش ہی کیا جو کامیاب ہو

ہوتی ہی نہیں۔ یہاں سامنے گھڑی رکھتے تھے تاکہ بیان کرتے وقت گھڑی پر نظر رہے مگر وہ تدبیر بھی ناکام رہی، گھڑی بے چاری پڑی رہتی اور پھر مغرب تک بیان ہوجاتا اور جس دن اوپر سے وعدہ کرکے چلتا ہوں کہ آج تو ایک منٹ بھی زیادہ نہیں بولوں گا اسی دن پورا مغرب تک قصہ ہوجاتا ہے کچھ اسباب ایسے پیدا ہوجاتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی بندے کو بھیج دیتے ہیں اس پر بیان شروع ہوجاتا ہے۔ آج بس یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج کی خوراک گزشتہ کل مل گئی اگر بیان مغرب تک ہوجائے تو پھر عصر سے مغرب تک دوسرے کاموں میں حرج ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا٥
(٢٥-٦٢)

> ”یہ وہ ذات ہے جس نے رات اور دن ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والے بنائے۔ اس شخص کے لیے جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے۔“

فرمایا کہ ہم نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے خلیفہ بنایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی کام دن میں کرنے کا تھا، نہیں کرسکے تو رات میں نمٹائیں رات میں کرنے کا کام تھا، نہیں ہوسکا تو اسے دن میں نمٹائیں۔ دنیا کے دھندے لوگ ایسے ہی کرتے ہیں تو آخرت کے کاموں میں غفلت کیوں ہو۔ آخرت کا کام دن میں کرنے کا تھا کسی وجہ سے نہیں ہوسکا تو رات میں نمٹائیں جب تک کام نہ کرلیں سوئیں نہیں، رات میں کرنے کا کوئی کام تھا صبح صادق سے پہلے پورا نہ ہوسکا دن میں نمٹانے کی کوشش کریں تقلیل

کرلیں ناغہ نہ ہونے دیں کوشش تو کریں کہ جلدی جلدی نمٹائیں اگر نہ ہو سکے تو تھوڑا سا کم کرلیں ناغہ نہ ہونے دیں۔ عصر تک تو دن کا آخر ہو جاتا ہے اور مغرب کے بعد نیا دن شروع ہوتا ہے عصر کے بعد جب کبھی آدھے گھنٹے سے زیادہ بیان ہو جاتا ہے تو پھر کام زیادہ رہ جاتے ہیں پھر انہیں رات میں نمٹانا پڑتا ہے تو چلیے آج ناغہ نہ ہوا تنا کام ہی ہو گیا دُعاء تو بہت لوگ میرے لیے کرتے رہتے ہیں پرچوں میں بھی لکھتے ہیں فون پر بھی بتاتے ہیں یہ دُعاء ان کے لیے بھی نافع ہے۔ میرے لیے دُعاء یہ کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ وقت میں، ہمت میں، کام میں برکت عطاء فرمائیں۔ تھوڑے وقت میں تھوڑی ہمت سے اللہ تعالیٰ کام زیادہ لے لیں اور اپنی مرضی کے مطابق لیں، جو، جیسے اور جس طریقے سے اللہ تعالیٰ کام چاہتے ویسے لے لیں اور پھر اپنی رحمت سے ان کاموں کو قبول بھی فرمالیں اور جب تک زندگی ہے تا دم آخر اللہ تعالیٰ اپنے دین کی خدمات سے محروم نہ فرمائیں کام لیتے رہیں آخر دم تک کام لیتے رہیں۔ ایک بہت موٹی سی مثال ہے جیسے مجاہد محاذ پر ہوتا ہے تو اگر اس کے لیے شہادت مقدر ہوتی ہے تو آخر دم تک وہ اللہ تعالیٰ کے کام میں لگا ہوا ہے آخر دم تک: **یقاتلون فیقتلون ویقتلون.** (جہاد کرتے ہیں، پس قتل کرتے ہیں، اور قتل کیے جاتے ہیں) کیا کروں، قتال کا لفظ آگیا زبان پر اب تو چھوڑے سے بھی نہیں چھوٹے گا میں تو چھوڑنا چاہتا تھا مگر وہ چھوڑتا ہی نہیں تو کیسے چھوٹے، چلیے آج ایک مختصر سی خوراک دے دوں جو سب خوراکوں سے اونچی ہے، کہتے ہیں نا کہ جب خوراک کا حجم زیادہ نہ ہو تو اس کی پٹینسی بڑھا دی جاتی ہے، ڈوز لے لیجیے بہت اونچا ڈوز وہ یہ کہ قرآن مجید صاف صاف فرما رہا ہے صاف صاف کہ مسلمانوں کی زندگی کا حاصل ایک ہی کام ہے قتل کرو یا قتل ہو جاؤ صرف ایک ہی کام ہے مسلمان کو صرف ایک کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا ہے صرف ایک کام کے لیے اور کوئی کام ہے ہی نہیں اگر وہ ہو رہا ہے تو ٹھیک ہے نہیں ہو رہا تو ایسے مسلمان کی زندگی اور موت سب بے مقصد ہیں۔

۳- صاحب کہنے میں احتیاط:

آج کل ایک عام دستور ہو گیا ہے صاحب کہنے کا، میں سوچتا رہتا ہوں کہ صاحب کے معنی تو ہیں محترم، اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت سب کو دی ہے اکرام مسلم، اکرام مومن کے لحاظ سے تو سب کا اکرام اور احترام ہے مگر حقیقت میں تو محترم اسے کہنا چاہیے جو صحیح معنی میں اللہ تعالیٰ کا بندہ بن گیا ہو اور اگر نہیں بنا تو بننے کی کوشش کر رہا ہو وہ ہوتا ہے محترم، جو اللہ تعالیٰ کا بندہ بنا بھی نہیں اور بننے کی کوشش بھی نہیں کر رہا اللہ کے ہاں تو وہ ذلیل ہے اگر اللہ تعالیٰ نے پوچھ لیا کہ ہمارے دفتر میں تو یہ ذلیل لکھا ہوا تھا تو نے اسے محترم کیوں کہہ دیا تو میں کیا جواب دوں گا اس لیے میں صاحب نہیں کہا کرتا شخص کہہ دیا کرتا ہوں۔ اگر کوئی ایسا ہو جسے صاحب کہنا چاہیے تو اگر اسے ایسے ہی صاحب کہوں گا تو لوگ سمجھیں گے کہ شاید جیسے دوسرے لوگ صاحب کہتے ہیں اس نے بھی ایسے ہی صاحب کہہ دیا حالانکہ میں تو سوچ سمجھ کر کہتا ہوں تو اس لیے میں صرف صاحب نہیں کہتا بلکہ ''صاحب عقل'' کہا کرتا ہوں۔

۴- مسجدیں یا لنگر خانے؟

مسجدوں کو لوگوں نے لنگر خانے بنا لیا ہے جو بھی کام ہو مسجد میں جو بھی کام ہو مسجد میں، انہیں نماز پڑھنے کے لیے ٹوپیاں بھی مسجد میں ملیں، ان کے لیے پیشاب پاخانے اور وضو کا انتظام بھی مسجد میں ہو حتیٰ کہ لنگیاں بھی مسجد میں ملیں۔ میں نے تو ایک بار مزاحاً کہا تھا کہ اب لوگ لنگیاں بھی مسجد میں تلاش کریں گے بعد میں پتا چلا کہ واقعۃً بولٹن مارکیٹ میں ایک مسجد ہے اس میں لنگیاں ٹنگی ہوتی ہیں لوگ آتے ہیں پتلویں اُتار کر لنگی باندھی اور پھر نماز پڑھ کر لنگی اُتار کر وہیں ٹانگ دی اور اپنی پتلون پہن کر چلے گئے۔ میں ٹوپیوں کا رونا روتا تھا کہ کتنی گندی ٹوپیاں ہوتی ہیں ٹوٹی پھوٹی ان میں سے تنکے نکل رہے ہوتے ہیں اور جو حصہ سر کو لگتا ہے نیچے سے کناروں پر تقریباً ایک ایک انچ بلندی پر

میل کی تہ چڑھی ہوتی ہے ایسی گندی ٹوپیوں کے ڈھیر مسجدوں میں لگے رہتے ہیں جو بھی آیا ٹوپی سر پر رکھی نماز پڑھی پھر اُتار کر چلے گئے۔ مسجد کی بے حرمتی تو الگ آج کے انسان میں اتنی سی نظافت بھی نہیں جس ٹوپی میں دوسروں کا میل اور پسینہ لگا ہوا ہے اسی کو اٹھا کر اپنے سر پر رکھ رہا ہے، سینکڑوں آدمی ان ٹوپیوں کو استعمال کرتے ہیں، ارے! غلطی ہوگئی استغفر اللہ میں نے آدمی کہہ دیا یہ آدمی تھوڑا ہی ہیں اگر آدمی ہوتے تو معاملہ بہت آسان ہوجاتا، آدمی بن جائیں تو سارے کام ہی آسان ہوجائیں۔

آدمی را آدمیت لازم ست
عود را گر بو نباشد ہیزم ست

”آدمی کے لیے آدمیت کے اوصاف ہونا لازم ہے، اگر ”عود“ میں خوشبو نہ ہو تو وہ جلانے والی لکڑی ہے۔“

آدمی تو وہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جیسی خُو بُو اس میں ہو کچھ نہ کچھ تو ہو اللہ کا بندہ بننے کی کوشش کرے جب کوشش بھی نہیں کرتا تو آدمی کیوں کہلاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے سب کو آدمی بنا دیں۔

لوگ مسجد کی بے حرمتی کرتے ہیں ایسی ٹوپیوں سے اور ایسی گندی لنگیوں سے جن میں سب لوگوں کی ہوائیں اور قطرے ہوں اسی لیے میں ساتھ یہ بھی بتایا کرتا ہوں کہ رفاہِ عام کے لیے کوئی کنواں وغیرہ کھدوائیں تو وہ بھی مسجد سے دور ہونا چاہیے مسجد کے کنویں کو کسی دوسرے مقصد کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں، مسجد کے پانی کو مسجد سے باہر لے جانا جائز نہیں، مسجد کا پانی مسجد ہی میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے دیتے ہیں ان کے قصوں سے بڑی عبرت حاصل ہوتی، ایک بالکل نوعمر لڑکے نے لکھا کہ ہمارا گھر ایک مسجد کے قریب ہے، ایک دن گھر میں پانی نہیں تھا میں کچھ کام کر رہا تھا میں نے چھوٹے بھائی سے پینے کا پانی مانگا اس نے گلاس میں پانی لاکر دیا جسے میں نے پی لیا لیکن پانی پینے کے بعد خیال آیا کہ جب لائن بند ہوتی ہے گھر

میں پانی نہیں ہوتا تو گھر والے مسجد سے پانی لے آتے ہیں میں نے بھائی سے پوچھا کہ پانی کہاں سے لائے اس نے بتایا کہ مسجد سے لایا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے حلق میں انگلیاں ڈال ڈال کر قے کی، یہ تو اب صحیح یاد نہیں کہ قے ہو بھی گئی یا نہیں ہوئی پانی پورا نکل گیا یا نہیں بہر حال اپنی کوشش تو کی نا کہ قے کر دی ایسے بھی اللہ کے بندے ہیں۔ مسجد کی چیز باہر لے جانا تو بالکل ناجائز ہے وعظ ''مسجد کی عظمت'' میں اس کی تفصیل بتائی گئی ہے وہ زیادہ سے زیادہ پڑھیں اور دوسروں کو بتائیں۔ اگر کوئی اپنی ذاتی رقم سے کوئی رفاہی کام کرنا چاہے تو مسجد سے دور کریں جیسا کہ لوگ کنواں کھدواتے ہیں تو مسجد میں کنواں نہ کھدوائیں اس کی وجہیں دو ہیں، ایک تو یہ کسی نے ذاتی رقم سے مسجد میں کنواں کھدوایا تو لوگ یہی سمجھیں گے کہ مسجد میں ایسے کام ہونے چاہئیں غلط فہمی ہوگی، ایک گناہ کی ترویج اور اشاعت ہوگی۔ دوسری بات یہ کہ پانی بھرنے والوں کا شور ہوگا لوگ مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں اور باہر لوگوں کی آپس میں لڑائیاں جھگڑے ہو رہے ہیں لوگوں کی نماز میں توجہ الی اللہ نہیں رہے گی، تلاوت میں ذکر اذکار میں خلل پیدا ہوگا اس لیے رفاہِ عامہ کے کام مسجد سے کچھ فاصلہ پر کریں مسجد میں نہ کریں۔

۵- تراویح یا نوافل میں چار رکعت کی نیت باندھنا:

لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم تراویح میں چار رکعت کی نیت باندھتے ہیں تو جب انہیں بتایا جاتا ہے کہ اگر چار رکعت تراویح کی نیت باندھیں پھر دو رکعت کے بعد درود شریف بھی پڑھیں دُعاء بھی پڑھیں اور تیسری رکعت کی طرف کھڑے ہوں تو ثناء بھی پڑھیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو چار رکعت کی نیت کرنے کا اس لیے ارادہ کیا تھا کہ ذرا سہولت ہو جائے گی مگر یہ تو اور مصیبت پڑ گئی۔ چار چار رکعتیں پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ جو دو رکعت میں پڑھنا ہے وہی چار رکعت میں بھی پڑھنا ہے کچھ چھوڑنا نہیں بس فرق اتنا سا ہے کہ دو رکعت پڑھنے میں سہولت ہے کہ کچھ کام یا آرام کر سکتے ہیں اور چار رکعت کی

نیت کرلی تو مسلسل اس میں بندھا ہوا ہے۔ یہ خوب یاد رکھیں کہ نفل نمازوں میں اگر چار رکعت کی نیت باندھی ہے تو اس میں دوسری رکعت کے بعد صرف **اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ** تک پڑھنے کا جو دستور ہو گیا ہے کہ یہاں تک پڑھ کے تیسری رکعت کی طرف کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ خلافِ اولیٰ ہے نماز ہو جائے گی مگر اجر کم ملے گا مسنون طریقہ مستحب طریقہ یہی ہے کہ درود شریف بھی پڑھیں اس کے بعد دُعاء بھی پڑھیں پھر تیسری رکعت کی طرف کھڑے ہوں تو ثناء بھی پڑھیں۔

۶- ہندوستان کو بھارت کہنے کی قباحتیں:

لوگ ہندوستان کو یا تو کہتے ہیں بھارت یا کہتے ہیں انڈیا سیدھے سیدھے ہندوستان کیوں نہیں کہتے یہ ایک تو مسلمانوں کا لفظ ہے فارسی کا لفظ ہے پھر اس کی حقیقت بھی بتائی گئی ہے کہ ہندوؤں کے رہنے کی جگہ ہندوستان۔ لوگ ہندوستان کہنے کی بجائے بھارت یا انڈیا کہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کے مسلمان کو اللہ کے دشمنوں سے بہت زیادہ محبت ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ○ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ○ (۲-۱۶۵، ۱۶۶)

’’بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اوروں کو بھی شریک قرار دیتے ہیں۔ اور ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے رکھنی ضروری ہے۔ اور جو مؤمن ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہایت قوی محبت ہے، اور اگر دیکھ لیں یہ ظالم اس وقت کو جب دیکھیں گے عذاب کہ ساری قوت اللہ

ہی کے لیے ہے، اور یہ کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔ جب کہ بے زار ہو جائیں گے
وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی تھی۔ ان لوگوں سے جو ان کے پیروکار تھے، اور
عذاب دیکھیں گے اور ان میں باہم جو تعلقات تھے وہ ختم ہو جائیں گے۔‘‘

ان دو آیتوں میں یہ ہے کہ اللہ والوں کو پوری دنیا کی بنسبت اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے مگر آج کے مسلمان کی حالت یہ ہے کہ ان کی ایک ایک چیز ایک ایک چیز دیکھیں تو یوں لگتا ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ جتنی محبت ہے اللہ سے اتنی محبت نہیں اسی میں سے یہ بھارت بھی لے لیں۔ سیدھے سیدھے مسلمانوں والا لفظ فارسی کا لفظ ہندوستان جو کہ حقیقت بھی ہے وہ استعمال نہیں کرتے بھارت کہیں گے یا پھر انگریزی شوق چڑھے گا تو انڈیا کہیں گے۔ میں تو انڈیا صرف ایک موقع پر کہتا ہوں ضرورت شعریہ سے۔

کل روس بکھرتے دیکھا تھا اب انڈیا ٹوٹا دیکھیں گے
ہم برقِ جہاد کے شعلوں سے امریکا جلتا دیکھیں گے

’’انڈیا‘‘ ایسے کر کے کہتا ہوں ایسے خوب اچھی طرح ذلیل کرنے کے لیے۔ میں تو صرف اس شعر میں انڈیا کہتا ہوں ورنہ کبھی نہیں کہتا ہندوستان کہتا ہوں ہندوؤں مردودوں کی جگہ۔ ہندوستان کو بھارت کہنے میں کئی قباحتیں ہیں:

۱- ایک تو یہ کہ بھارت ہندو راجہ کا نام ہے اسی ہندو راجہ کے نام پر اس علاقے کا نام بھارت رکھ دیا گیا۔ مشرکین کے ناموں میں بہت سے نام ایسے ہوتے ہیں جن میں شرک پایا جاتا ہے، عرب کے مشرکین شرکیہ نام رکھتے تھے جیسے عبدالشمّس آفتاب کا بندہ، عبدُالعزیٰ، عزیٰ بت تھا اس بت عزیٰ کا بندہ تو ہندوستان کے جو مشرکین ہیں ان کا شرک تو بہت ہی زیادہ سخت ہے ان کے ہاں تو مہینوں کے نام بھی شرک پر، ساتوں دنوں کے نام بھی شرک پر، تو ان کے اپنے ناموں میں شرک کیسے نہیں ہوگا۔ ایک خرابی تو یہ کہ بھارت جو کہ راجہ کا نام تھا ظن غالب یہ ہے کہ اس کے معنی بھی کوئی شرکیہ ہی ہوں گے جیسے شیطان کا بندہ، چاند کا بندہ، ستاروں کا بندہ، دیوی کا بندہ، بندر کا بندہ یا گائے کا بندہ

ایسے ایسے ان کے نام ہوتے ہیں، شرک اتنی بری چیز ہے کہ دور دور کا بھی کوئی شبہ ہو تو اس سے بھی بچنا چاہیے۔

۲- دوسری خرابی یہ ہے کہ اگر بالفرض اس میں شرک نہ بھی ہو تو بھی کسی ہندو کافر کا نام، اللہ تعالیٰ کے دشمن کا نام بلاضرورت کیوں لیا جائے ضرورت سے تو جائز ہے بلاضرورت نام لینا یہ تو دلیل ہے کہ اسے ہندوؤں سے محبت ہے۔ بری چیز کوئی بھی ہو حتیٰ الامکان اس کا نام نہیں لینا چاہیے اس سے دل پر برا اثر پڑتا ہے۔

صحیح بخاری کی پہلی حدیث کے آخر میں ہے:

فمن كانت هجرته الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله ومن كانت هجرته الى دنيا يصيبها او الى امرأة ينكحها فهجرته الى ما هاجر اليه. (صحیح بخاری، کتاب الوحی)

جس نے ہجرت کی اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لیے اس کی ہجرت اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہوگی اور جس نے ہجرت کی دنیوی منافع کمانے کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے **فهجرته الى ما هاجر اليه** جس مقصد کے لیے اس نے ہجرت کی تو اس کا وہی مقصد پورا ہو جائے گا اللہ کے ہاں اس کی ہجرت قبول نہیں ہوگی۔ اس میں ایک بات قابل توجہ ہے کہ پہلے جملے میں تو اللہ اور رسول کا نام دوبارہ لوٹایا **من كانت هجرته الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله،** پہلے بھی اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ آیا پھر دوبارہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ آیا حالانکہ یہ کہہ دینا بھی کافی تھا کہ جس نے ہجرت کی اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی ہجرت انہی کی طرف ہوگئی ضمیر بھی لوٹا سکتے تھے اشارہ کر سکتے تھے مگر صراحۃً فرمایا الی اللہِ ورسولہ، محبوب کا ذکر تو جتنی بار بھی زبان پر آئے اتنی بار کان میں پڑے اتنی بار دل میں اترتا چلا جائے محبوب کا ذکر بھی محبوب ہوتا ہے، آگے دنیا اور دنیا میں عورت بھی داخل ہے اگر کوئی اس کی خاطر ہجرت کرے گا تو اس کی ہجرت

اسی کے لیے ہے یہاں دوبارہ دنیا کا یا عورت کا نام نہیں لائے ایک بار ہو گیا ہو گیا وہ بھی ضرورت کی خاطر سمجھانے کے لیے ورنہ ایسی خبیث چیزوں کو زبان پر کیوں لائیں بری چیزوں کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہیے۔

بھارت ہندو راجہ کا نام ہے تو آپ لوگ ہندوستان کو بھارت کہہ کر ہندو راجہ کی یادگار کو بھی قائم کر رہے ہیں اور ایک برا لفظ کسی ہندو مشرک کافر کا بار بار زبان پر لاتے ہیں اس سے تو جس حد تک ہو سکے براءت کا اظہار کرنا چاہیے کہ ہم شرک سے بری ہیں:

اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ (۹-۳)

اللہ مشرکین سے بری ہیں تو آج کا مسلمان مشرکین سے کیوں بری نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ سب کے دلوں میں یہ ایک جذبہ پیدا فرما دیں کہ ہمارا اللہ مشرکین سے بری ہم بھی مشرکین سے بری ہیں۔

اس پر کسی کو یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ انہی علاقوں کے رہنے والے دو بھائی تھے ایک کا نام ہند تھا دوسرے کا نام سندھ تھا وہ بھی مشرک کافر ہی ہوں گے تو جو قباحت بھارت کہنے میں بتائی وہی ان میں بھی ہونی چاہیے اس لیے ہند اور سندھ بھی نہیں بولنا چاہیے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہند اور سندھ کہنے میں وہ خرابی نہیں جو بھارت کہنے میں ہے اس لیے کہ ہند اور سندھ جو دونوں بھائی اس علاقے میں رہتے تھے ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کہ ان کا تعلق کس مذہب سے تھا۔

۷۔ مسلمانوں پر مشرکین کے اثرات:

آسمان میں جتنے بھی ستارے ہیں وہ آپس میں جیسے ایک ہی وضع پر رکھے ہوئے ہوں اسی وضع میں ان کی حرکت ہوتی ہے، جیسے کسی بہت بڑی چادر پر چیزیں رکھی ہوں چادر کو اٹھا کر ادھر لے جائیں ادھر لے جائیں یا کسی بہت بڑے تخت پر چیزیں رکھی ہوں تو یہ سارے کے سارے الگ الگ حرکت نہیں کرتے انہیں کہتے ہیں ستارے اور عربی

میں کواکب یا نجوم کہتے ہیں اور سات سیارے ایسے ہیں کہ ان کی حرکت الگ سے مستقل ہے اور یہ تیزی سے چلتے رہتے ہیں ان کے نام یہ ہیں سورج، چاند، زحل، زہرہ، عطارد، مریخ اور مشتری۔ ہندی مشرکین اور روم کے عیسائیوں نے ایک ایک سیارے کو معبود بنا رکھا ہے ان کی عبادت کرتے ہیں، انہوں نے ان سیاروں کے اختیارات بھی خود ہی بنا رکھے ہیں فلاں سیارہ جو ہے وہ بارش برساتا ہے، فلاں جو ہے اس سے سبزیاں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں، فلاں رزق تقسیم کرتا ہے، فلاں یہ کرتا ہے، فلاں یہ کرتا ہے، ان سیاروں کے بارے میں مشرکین کے یہ عقائد ہیں۔ بہت سے مسلمان بھی یہی کرتے رہتے ہیں، بعض لوگ فون پر پوچھتے رہتے ہیں کہ فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کو بچہ پیدا ہوا ہے تو اس کا نام کیا رکھیں یا کس حرف سے نام رکھنا چاہیے یا یہ پوچھتے ہیں کہ کوئی بچہ ہے وہ بیمار بہت رہتا ہے اس کی تاریخ پیدائش یہ ہے ان تاریخوں میں فلاں سیارہ تھا تو آپ ذرا دیکھ کر بتا دیں کہ اس کا نام بدل دیں کیونکہ یہ نام جو ہم نے رکھا ہوا ہے، یہ اس سیارے کے مطابق نہیں تو شاید اسی وجہ سے بچہ بیمار رہتا ہے آپ اس سیارے کے لحاظ سے بچے کا نام بتا دیں۔ یہ مسلمانوں کے حالات ہیں کوئی بیمار ہو گیا تو بکرا ذبح کریں کالا بکرا یہ بھی ہندوؤں کا شرکیہ عقیدہ ہے، بکرا ذبح کر کے گویا ملک الموت کو دعوت دے رہے ہیں، رشوت دے رہے ہیں کہ بکرا لے کر بچے کی جان چھوڑ دے وہ بھی اتنا ہوشیار ہے کہ دونوں کام کر جاتا ہے بکرا بھی لے جاتا ہے اس کے بیٹے کو بھی نہیں چھوڑتا بہت ہوشیار ہے ملک الموت:

لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَایُؤْمَرُوْنَ٥ (٦٦-٦)

’’اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جو ان کو حکم دیتا ہے، اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے، اس کو بجا لاتے ہیں۔‘‘

وہ اللہ کے حکم کے خلاف بکرا لے کر تیرے بیٹے کو چھوڑ دے گا؟ وہ کسی حال میں بھی نہیں چھوڑتا۔

ایک بہت بڑا مولوی بلکہ مولوا کہنا چاہیے بہت بڑا مولوا وہ مجھ سے پوچھنے لگا ''لگے'' نہیں کہوں گا ''لگے'' تو احترام کا لفظ ہے نا جمع کا صیغہ ہے، وہ مولوا مجھ سے پوچھنے لگا کہ اس کے گھر میں کوئی بیماری ہے تو اس کی بیوی یہ کہہ رہی ہے کہ بکرا ذبح کر کے چیلوں کو کھلائیں۔ ارے واہ مولوی! مولوی ہو کر یہ کہہ رہا ہے، مولویوں کا یہ حال ہے، کہتے ہیں بیوی کہہ رہی ہے، اس کی استاد اور پیر اس کی بیوی تھی، بیوی یہ کہہ رہی ہے کہ بکرا ذبح کر کے چیلوں کو کھلاؤ یہ مولویوں کا حال ہو گیا تو دوسرے مسلمانوں کا کیا حال ہو گا۔ ایک دو دن ہوئے کسی نے ٹیلی فون پر پوچھا کہ انہیں کسی نے بتایا ہے کہ بکرے کا کلیجہ یا پھیپھڑا مجھے اب صحیح یاد نہیں کہ انہوں نے ان دونوں میں سے کون سی چیز بتائی تھی؟ بہر حال ان میں سے کوئی چیز نکال کر چیلوں کو کھلاؤ، یہ نئی قسم کی وحی آئی ہے، آپ لوگوں کو معلوم ہو گا کہ اس میں سے کیا نکال کر کھلاتے ہیں، بولیں گے نہیں مجھے پہلے سے معلوم ہے، بتاتے نہیں ہیں معلوم تو ہو گا اسی دنیا میں انہی لوگوں میں تو رہتے ہیں جو کہنے والے ہیں وہ بھی تو آپ ہی لوگوں میں سے ہیں معلوم نہیں کیوں نہیں بتاتے کہ بکرے میں سے کون سی چیز نکال کر چیلوں کو کھلاتے ہیں؟ (حاضرین میں سے ایک نے کلیجہ اور دوسرے نے پھیپھڑے بتائے) دونوں کھلاتے ہوں گے، اب دیکھیے میں نے اتنی طعن وتشنیع کی ہے تو جا کر بولے۔

۸- ہوشیار مسلمان:

ہندو گائے کو بھی خدا مانتے ہیں، ایک مسلمان نے کسی ہندو سے کہا کہ تم لوگ بھی بڑے عجیب ہو زمانہ اتنی ترقی کر گیا مگر ابھی تک تم لوگوں کو عقل نہیں آئی تم لوگ آج تک باورچی خانے وغیرہ میں گائے کے پیشاب کا پوتا لگاتے ہو۔ اس ہندو نے یہ سوچا کہ اگر میں یہ کہوں گا کہ واقعۃً گائے کا پیشاب مبارک ہے تو یہ کہے گا کہ تم لوگ بہت دقیانوسی ہو تو ہندو نے اپنی طرف سے بڑی ہوشیاری دکھائی کہنے لگا کہ نہیں اس میں کوئی برکت

وغیرہ کی بات نہیں وہ تو ہم اس لیے کرتے ہیں کہ گائے کے پیشاب میں شورا ہوتا ہے اور اس سے جراثیم مرجاتے ہیں۔ یہ سُن کر مسلمان نے کہا کہ گائے کے پیشاب سے زیادہ شورا میرے پیشاب میں ہے چلو اس کی بوتل بھر کرلے جاؤ۔ ایسے ایسے ہوشیار مسلمان بھی ہیں مگر بہت کم ہیں۔

۹- چھٹی کا دِن:

کافروں نے کون کون سی باتیں مسلمانوں میں گھسیڑ دیں آج کے مسلمان کو اس کا کچھ بھی پتا نہیں۔ دنوں کے بارے میں مذہب اسلام، یہودی مذہب اور عیسائی مذہب ان تینوں مذاہب کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چھ دن پیدا فرمائے ہیں کام کے لیے اور ساتواں دن پیدا فرمایا ہے عبادت اور آرام کے لیے مگر اس میں تینوں مذاہب میں اختلاف ہے کہ سات دنوں میں پہلا اور ساتواں دن کون سا ہے۔ اسلام میں یہ ہے کہ یوم السبت سے لے کر یوم الخمیس تک یہ چھ دن اللہ تعالیٰ نے کام کے لیے پیدا فرمائے ہیں اور جمعہ کا دن چھٹی کے لیے، راحت کے لیے، عبادت کے لیے ہے، یہ مذہب اسلام ہے۔ یہودیوں کا مذہب یہ ہے کہ چھ دن جو پیدا کیے اللہ تعالیٰ نے کام کے لیے وہ یوم الاحد سے شروع ہو کر جمعہ پر ختم ہوئے اس لیے سبت کے دن ان کی چھٹی ہوتی ہے۔ عیسائیوں کے ہاں احد چھٹی کا دن ہے اور کام کے چھ دنوں کی ابتداء اثنین سے کرتے ہیں۔ اب یہاں یہ بھی دیکھیں کہ جو لوگ احد کے دن چھٹی کرتے ہیں وہ اسے عبادت کا دن مانتے ہیں کہ یہ دیوتا کی عبادت کا دن ہے اس لیے اسے سنڈے بھی کہتے ہیں، اتوار بھی کہتے ہیں، دونوں کے معنی ایک ہی ہیں کہ فلاں بت کی عبادت کا دن تو جو مسلمان اس دن میں چھٹی کریں گے وہ یہی نہیں کہ اسلام نے تو چھٹی جمعہ کی رکھی ہے اس کے خلاف کرتے ہیں بلکہ چھٹی کر کے ثابت کرتے ہیں کہ ان کا عقیدہ بھی کافروں اور مشرکوں کے ساتھ ہی ہے۔ اسی طرح سے جو کیلنڈر، کیلنڈر کا لفظ تو انگریزی

کا ہے کیا کہوں لوگ سمجھتے ہی نہیں پھر میں کیا بولوں؟ صحیح لفظ ہے تقویم جسے آپ لوگ سمجھیں گے کیلنڈر کہنے سے، کیلنڈر وغیرہ جو شائع کرتے ہیں تو اس میں پہلا دن وہی احد ہے اس دن سے تقویم (کیلنڈر) کا شروع کرنا یہ مذہب یہودی ہے۔ عیسائیوں کے ہاں احد عبادت کا دن ہے تو ان کے ہاں تقویم کی ابتداء اثنین سے ہوتی ہے لیکن چونکہ عیسائی یہودیوں سے بہت ڈرتے ہیں تو ان سے ڈرتے ہوئے یہ احد سے تقویم شروع کرتے ہیں، بعض عیسائی جو اپنے مذہب میں پکے ہیں یہودیت سے زیادہ مرعوب نہیں وہ اپنی تقویم اثنین کے دن سے شروع کرتے ہیں۔ اس تفصیل سے کیا ثابت ہوا کہ ایک تو یہ کہ یوم الاحد کی چھٹی کرنا عیسائیوں کا مذہب ہے اور دنوں کی ابتداء احد سے کرنا یہود کا مذہب ہے اور اثنین سے دنوں کی ابتداء کرنا عیسائیوں کا مذہب ہے اور مسلمان کا مذہب کیا ہے یہ بے چارے مسلمان کو معلوم ہی نہیں تو خوب یاد رکھیں کوئی بھی تقویم بنائی جائے اس میں دنوں کی ابتداء اسلام کے مطابق سبت کے دن سے کرنی چاہیے اور اسے ختم کرنا چاہیے جمعہ کے دن یعنی چھٹی کی جائے جمعہ کے دن۔

حکومت نے یوم الاحد کو چھٹی کا دن کر دیا اب اس میں تو آپ کچھ کر نہیں کر سکتے وہ تو جو کچھ بھی عذاب ثواب ہے حکومت کے ذمے ہے لیکن کم از کم مسلمانوں کے علم میں تو بات آجائے کہ اسلام میں کیا طریقہ ہے، دنوں کی گنتی کس دن سے شروع کی جائے اور چھٹی کا دن کون سا ہونا چاہیے یہ بات کم از کم علم میں تو رہے، علم صحیح ہو جائے تو شاید آگے جا کر آہستہ آہستہ کچھ عقل آجائے۔

ایمان والوں کو تو اپنے محبوب یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت زیادہ محبت ہوتی ہے اور یہ محبت ان کے ہر معاملہ میں ظاہر ہوتی ہے اعمال میں بھی، اقوال میں بھی، احوال میں بھی، کیفیات میں بھی، لباس میں بھی، بول چال میں بھی، ارے! وہ محبت ہی کیا ہوئی کہ ایک ایک شعبہ پر جس کا اثر ظاہر نہ ہو وہ تو محبت ہے ہی نہیں ایسے ہی خواہ مخواہ محبت کے دعوے ہیں، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیے کیسے کیسے غیر قوموں کی مخالفت کا

حکم دے رہے ہیں فرمایا کہ محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا چاہیے مگر چونکہ یہودی بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں اس لیے تم ان کی مخالفت کے لیے دو روزے رکھ لیا کرو نویں دسویں یا دسویں گیارہویں، دوسرا روزہ ملالیں یہودیوں کی مخالفت کے لیے ان کے ساتھ مشابہت نہ ہو جائے اور یہاں اتوار کی چھٹی کر کے سنڈے کی چھٹی کر کے اور سنڈے سے دنوں کی گنتی شروع کر کے بار بار کفار و مشرکین کے ساتھ مشابہت اختیار کر رہے ہیں اور کچھ ہوش بھی نہیں کہ کیا کر رہے ہیں۔

۱۰۔ مسلمان پگڑی کے نیچے ٹوپی پہنیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں اور مشرکین میں یہ فرق ہے کہ مسلمانوں کی پگڑیوں کے نیچے ٹوپی ہوتی ہے، مشرکین کی پگڑیوں کے نیچے ٹوپی نہیں ہوتی (ترمذی، کتاب اللباس) اس کا مطلب بعض لوگوں نے غلط سمجھ لیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ٹوپی پر پگڑی ضرور باندھو حالانکہ یہ مطلب نہیں مطلب یہ ہے کہ مسلمان جب پگڑی باندھے تو پگڑی کے نیچے ٹوپی بھی ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فرق کیا کرو مشرکین کی طرح ٹوپی کے بغیر پگڑی مت باندھا کرو ٹوپی رکھ کر اس کے اوپر پگڑی باندھا کرو۔ کتنی گہری بات ہے پگڑی کے نیچے ٹوپی ہے یا نہیں وہ تو دور سے پتا بھی نہیں چلتا اس کے باوجود فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو وہ بغیر ٹوپی کے پگڑی باندھتے ہیں تم لوگ ٹوپی پر پگڑی باندھو تو جہاں اتنی چھوٹی سی بات جس کا دور سے پتا بھی نہیں چلتا اس کے بارے میں فرمایا کہ مخالفت کرو وہ شرکیہ نہ ہو تو دوسری کھلی کھلی باتوں میں مشرکین و کفار سے مشابہت کرنے کو مسلمان کیسے گوارا کر لیتا ہے بڑی بے حیائی کی بات ہے۔

۱۱۔ ٹوپیوں کی لڑائیاں:

ٹوپیوں کی بھی لڑائیاں ہونے لگیں اور ان کے اوپر خانقاہی نام پڑ گیا یہ ٹوپی فلاں

خانقاہ کی ہے، یہ فلاں ٹوپی فلاں خانقاہ کی ہے اسی پر لڑتے رہتے ہیں کہتے ہیں یہ ہماری خانقاہ کا شعار ہے خانقاہی ٹوپی ہے خانقاہی۔ ارے! یہ خانقاہی نہیں خوامخواہی ہیں، اگر خانقاہی ہوتے تو سیدھے سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹوپی بطحاء ہو بطحاء یعنی دبی ہوئی سر کے ساتھ لگی ہوئی ہو، ابھری ہوئی نہیں ہونی چاہیے خانقاہی کا مطلب یہ تھوڑا ہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے لگیں۔ سمجھ میں آئی بات ٹوپی رکھیں پگڑی کے نیچے یا بغیر پگڑی کے ٹوپی پہنیں تو جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح پہنیں دبی ہوئی۔

۱۲- ٹوپی جوتے سے قیمتی پہنیں:

یہ جو ایسی ٹوپیاں ہیں نا چائنا مائنا کی انہیں چھوڑ دیجیے ایک تو یہ کہ چائنا کی بنی ہوئی ہیں اگر چائنا کی بنی ہوئی نہ بھی ہوں تو ان سے مشابہت تو ہے نا شروع تو وہیں سے ہوئی لوگ اسے چائنا کی ٹوپی کہتے ہیں تو چائنا تو کافر ہیں اللہ کے منکر ہیں ملحد لوگ ہیں دہریہ ہیں ان کی تجارت کو مسلمان کیوں فروغ دیں اور ان کے ساتھ مشابہت کیوں ہو اور پھر یہ کہ پاؤں میں جوتا تو رکھتے ہیں بہت قیمتی اور سر پر ٹوپی رکھتے ہیں اتنی کم قیمت کی کہ ہزار ٹوپیاں ملا کر ایک جوتے کی قیمت بنتی ہے سر کی قیمت پاؤں کی قیمت سے زیادہ ہونی چاہیے۔ یہ بھی الٹا مسئلہ ہے کہ جوتوں پر پالش روزانہ کرتے ہیں اور ٹوپی کہیں دو تین مہینے کے بعد دھوتے ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کا اثر ہے۔ ٹوپی ذرا قیمتی رکھا کریں، ٹوپی میں تین شرطیں سمجھ لیں کہ ٹوپی کیسی ہونی چاہیے:

۱- سر سے اوپر کو اٹھی ہوئی نہ ہو کہ یہ فلاں خانقاہی ٹوپی ہے، یہ فلاں خانقاہ کی ہے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ٹوپی پہنا کریں سر کے ساتھ لگی ہوئی ہو بیٹھی ہوئی ہو۔

۲- دوسری شرط یہ کہ زیادہ قیمت کی ہو ذرا اچھی بہتر سے بہتر ہو، وہ تو ظاہر ہے کہ ٹوپی چھوٹی سی ہوگی تو ہزاروں کی تھوڑا ہی ملے گی مگر بہر حال جتنی زیادہ بہتر ہو سکے، سر کی قیمت پاؤں سے زیادہ رکھیں۔

۳- اس کی صفائی زیادہ رکھیں جوتے کی صفائی زیادہ کرتے ہیں ٹوپی کی صفائی کم کرتے ہیں۔ ٹوپی کے بارے میں یہ باتیں یاد رکھیں۔

۱۳- احتجاج کا مطلب:

معلوم ہوا کہ رات کہیں جہاد کے بارے میں جلسہ ہوا ہے اس میں کچھ حضرات نے یہ فرمایا کہ ہندوستان نے کابل میں جو فوج بھیجی ہے ہم اس پر احتجاج کریں گے احتجاج۔ میں نے یہ خبر سنانے والے سے کہا کہ یہ تو بالکل غلط طریقہ ہے احتجاج سے کیا ہوتا ہے احتجاج تو وہ لوگ کیا کرتے ہیں جو اسلحہ نہیں اُٹھا سکتے، کام کرنا نہیں چاہتے، کر نہیں سکتے یا کرنا نہیں چاہتے وہ لوگ احتجاج کیا کرتے ہیں پھر وہ احتجاج کیسے کرتے ہیں کفن باندھ لیا اور تصویریں کھنچوالیں، کچھ نعرے لگا دیے، اخباروں میں بیان دے دیا، ہڑتال کروا سکتے ہیں تو ہڑتال کروا دی کہتے ہیں ہم نے احتجاج کر دیا احتجاج بس یہ ہیں ان کے کام، میں نے خبر سنانے والے کو تنبیہ کی کہ احتجاج کیوں کیا یہ کیوں نہیں کہا کہ جہاد کریں گے، احتجاج کا مطلب تو یہ ہے کہ جہاد بالکل نہیں کریں گے ایسے ہی چیختے رہیں گے چلاتے رہیں گے بولتے رہیں گے۔ اس پر میرے دو شعر ہیں، میرے اس لیے کہہ دیا کرتا ہوں کہ جو لوگ شاعر ہوتے ہیں انہیں کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ یہ شعر میرے ہیں میں تو شاعر نہیں ہوں کبھی کبھار کوئی شعر ہو جاتا ہے تو بتا دیتا ہوں کہ یہ شعر میرا ہے اور وہ شعر بھی دراصل شیر ہوتا ہے شیر ایسے شعر کہتا ہوں کہ شیر ہوتے ہیں ؎

شعر می گویم بہ از آب حیات
من نگویم فاعلاتٌ فاعلات

"میں شعر کہتا ہوں جو آبِ حیات سے بہتر ہے، میں الفاظ کو شعری وزن فاعلات فاعلات پر نہیں کہتا۔"

ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم فاعلات فاعلات کو جانتے ہی نہیں۔ ایک شعر سن لیجیے ؎

جینا چاہوں تو کس بھروسے پر
زندگی ہو تو بردر محبوب

زندگی ہو تو اللہ تعالیٰ کے دروازے پر ہو اور ان کے اشاروں پر جان قربان کرنے کے لیے انسان ہر وقت تیار رہے مستعد رہے، یہ حال اگر نصیب ہے تو اس کے لیے زندگی بہتر ہے اور اگر ایسا نہیں تو پھر اس زندگی سے موت بہتر ہے۔ اب دوسرا شعر سنیں ؎

عروج حال سے ہٹ کر دروس قال کیسے دوں؟
بلندی مل گئی تو ہے خیال اب خام زینے کا

یہ دوسرا شعر جو ہے اس کا مقصد بھی سمجھ تو گئے ہوں گے، مجاہد جو ہوتا ہے نا وہ باتیں زیادہ نہیں کرتا وہ زبان چلانے کی بجائے تلوار چلاتا ہے اسلحہ چلاتا ہے۔ اس شعر میں اسی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے عروج جہاد پر پہنچا دیں وہ دروس قال نہیں دیا کرتا ؎

عروج حال سے ہٹ کر دروس قال کیسے دوں

اللہ تعالیٰ جسے جہاد کی بلندی عطاء فرمائے وہ احتجاج وغیرہ کی باتیں نہیں بنایا کرتا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو صرف ایک ہی جملہ لکھا صرف ایک:

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ o (۲۷-۳۱)

اس جملے سے پہلے صرف بسم اللہ ہے اور اپنا نام ہے:

اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ o (۲۷-۳۰،۳۱)

"وہ خط سلیمان کی طرف سے ہے، اور وہ یہ ہے کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، تم لوگ میرے مقابلے میں تکبر مت کرو۔ اور میرے پاس تابع ہو کر چلے آؤ۔"

ایک جملے نے ملکہ سبا کی سلطنت میں زلزلہ پیدا کر دیا۔ ہارون الرشید رحمہ اللہ تعالیٰ کے وقت میں ایک ریاست پر کسی کافرہ کی حکومت تھی وہ مسلمانوں کو جزیہ ادا کرتی تھی اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا حاکم ہوا تو اس نے بغاوت کر دی اور یہ کہا کہ پہلے میری ماں یہاں کی حاکمہ تھی عورتیں چونکہ بے وقوف اور کمزور ہوتی ہیں اس لیے وہ جزیہ اداء کرتی رہی میں مرد ہوں میں جزیہ نہیں دوں گا۔ ہارون الرشید رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا:

جوابک ما تری الی ما ستعلم

"تیرا جواب عن قریب تو دیکھ لے گا۔"

تیرا جواب پڑھنے سننے کا نہیں تیرا جواب دیکھنے کا ہے اس کی خبر لینے کے لیے ایک لشکر بھیجا کہ لو دیکھو جواب:

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ o (۲۶-۲۲۷)

"عن قریب ان لوگوں کو معلوم ہو جائے گا جنہوں نے ظلم کیا کہ کیسی جگہ ان کو لوٹ کر جانا ہے۔"

انہوں نے بڑے بڑے دعوے نہیں کیے کہ ایسے کر دوں گا ایسے کر دوں گا یا یہ کہ چلیے مذاکرات کر لیں کچھ ہم آپ کی مان لیں گے کچھ آپ ہماری مان لینا، کچھ نہیں: **جوابک ماتری الی ما ستعلم.** اپنی اس سرکشی کا جواب تو میرے خط میں پڑھے گا نہیں دیکھے گا لشکر بھیجا اور تمام کو تہس نہس کر ڈالا تباہ کر ڈالا۔ مسلمان احتجاجی جلسے جلوس نہیں نکالا کرتے، باتیں نہیں بنایا کرتے وہ تو کام کر کے دکھاتے ہیں کام۔

۱۴- ختم شفاء:

یہاں ایک مولوی صاحب ہیں انہوں نے اپنا ایک خواب تعبیر پوچھنے کے لیے مجھے لکھ کر دیا خواب یہ دیکھا کہ میں ختم کروا رہا ہوں اس کا نام ہے ختم شفاء، بیماریوں سے شفاء کے لیے ختم کروا رہا ہوں تو مولوی صاحب کہتے ہیں مجھے تعجب ہوا کہ آپ نے یہ

بدعت کیسے شروع کر دی کہتے ہیں خواب ہی میں مجھے تعجب ہو رہا ہے دوسری بات یہ دیکھی میرے بارے میں کہ زبان میں لکنت ہے میں نے بتایا کہ ختم شفاء تو بحمد اللہ تعالیٰ میں ہر وقت کرواتا ہی رہتا ہوں فرق اتنا ہے کہ آپ نے سمجھ لیا کہ جسمانی امراض کے لیے کرواتا ہوں میں جسمانی امراض کے لیے نہیں کرواتا دل کے امراض کے لیے کرواتا ہوں۔ دل میں جو غیر اللہ کی محبت ہے اس سے شفاء کے لیے غیر اللہ کی محبت سے دل پاک ہو کر اللہ تعالیٰ کی محبت سے دل منور ہو جائے یہ ختم شفاء ہے یہ تو روزانہ کرواتا ہی رہتا ہوں کوئی نئی بات تھوڑا ہی ہے روزانہ چار بار ختم شفا کرواتا ہوں یاد کر لیں روزانہ چار بار صبح ساڑھے نو سے لے کر ساڑھے دس بجے تک ٹیلی فون پر ختم شفا ہوتا رہتا ہے لوگ مسائل پوچھتے ہیں محبوب کو راضی کرنے کے راستے پوچھتے ہیں اور میں بتاتا رہتا ہوں اتنے پوچھتے ہیں اتنے پوچھتے ہیں اتنا وقت نہیں ہوتا کہ ٹائمر تین منٹ کا لگا رکھا ہے ٹائمر جیسے ہی تین منٹ گزرتے ہیں ٹائمر بجا اور اس کی لائن کٹی کہ اب دوسرے کی حق تلفی ہوگی تین منٹ سے زیادہ وقت نہیں دیتا لوگ چلاتے رہتے ہیں، چلاتے رہتے ہیں ایک شخص نے سعودیہ سے فون ملایا اور کہنے لگے کہ ہمیں وقت زیادہ دے دیں میں نے کہا کہ زیادہ کیسے دے دوں دوسرے بے چارے کدھر جائیں گے۔ آج یا کل کی بات ہے کسی نے ریاض سے فون کیا تو دیکھیے ختم شفا کتنا پڑھا جا رہا ہے باری نہیں آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کیسے ہوتی ہے کہ ٹائمر کو تین منٹ پر لگانا بھی تو مشکل تھا ادھر فون پر بات کروں ادھر پھر اس کو بالکل صحیح صحیح تین منٹ پر لاؤں تو وہ بھی اچھا خاصا ایک جھنجھٹ تھا تو اللہ تعالیٰ مدد کیسی فرماتے ہیں کہ وہ میرے ہاتھ سے گر گیا ابھی نیا ہی آیا تھا ہاتھ سے اللہ نے گرا دیا تین ٹکڑے ہو گئے اس کے بہت افسوس ہوا کہ یا اللہ اب شرمندگی کی وجہ سے یہاں کسی کو بتاؤں بھی نہیں، کہ یہ ٹوٹ گیا ہے تو کوئی دوسرا لاؤ یا اسی کو بناؤ تو جب میں نے اسے دیکھا تو اس میں اندر ایک چیز مل گئی اگر اسے یوں کھینچا آنکھیں بند کر کے تو تین سے اوپر جائے گا ہی نہیں اسے خود ہی جوڑ دوڑ دیا، جب اسے

کھینچا جائے تو تین پر آ کر رک جاتا ہے دنیا طاقت لگا لے تین سے اوپر جائے گا ہی نہیں اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کام کو آسان فرما دیا۔ تو ساڑھے نو سے ساڑھے دس بجے تک ختم شفا مسلسل رہتا ہے۔ پھر روزانہ پونے گیارہ سے سوا گیارہ دفتر میں ختم شفا ہوتا ہے۔ پھر شام کو عصر کے بعد ختم شفا ہوتا ہے رات کو ٹیلی فون پر پونے دس سے سوا دس بجے تک ختم شفا ہوتا ہے تو دن میں چار بار تو ختم شفا روزانہ زبان کے ذریعے سے ہوتا ہے اور شفا کے نسخے سوچنے کا کام اور لکھنے کا کام وہ تو ہر وقت ہی جاری رہتا ہے وہ تو ہر وقت ہوتا رہتا ہے دیکھیے کتنے ختم شفا ہو رہے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ زبان میں لکنت تو اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ ختم شفا کے جو نسخے ہیں یہ قرآن کریم کے نسخے ہیں اس کی تفصیل انوار الرشید میں دیکھ لیں اس میں ایسا ایک خواب پہلے آ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمائیں۔ دوسری اس میں بشارت ہے حصول معرفت کی، زبان کی لکنت حصول معرفت کی بشارت ہے اللہ تعالیٰ اس خواب کو حقیقت بنا دیں قبول فرمائیں اپنی معرفت، محبت، اطاعت عطا فرمائیں۔

۱۵-توکل، ہدایت اور مدد کی دُعاء:

یہ دُعاء مانگا کریں۔

اللھم اجعلنی ممن توکل علیک فکفیتہ واستھدک فھدیتہ واستنصرک فنصرتہ.

یا اللہ! ہمیں ان لوگوں میں سے بنا لے کہ جو تجھ پر توکل کریں اور ان کے توکل کی برکت سے تو انہیں کافی ہو جائے۔ اس دُعاء کی تعلیم نہیں فرمائی کہ ہمیں توکل ملے ہی نہیں ایسے ہی تو کافی ہو جائے بلکہ پہلے تو ہمیں توکل عطا فرما اور جب توکل عطا فرما دے تو پھر تو کافی ہو جا۔ **واستھدک فھدیت،** یا اللہ! تو ہمیں ان لوگوں کی فہرست میں داخل فرما لے جو تجھ سے ہدایت طلب کریں تو انہیں ہدایت دے دے۔ ہدایت کا

حاصل کیا ہے کہ زندگی ہو یا موت ہر حال میں تیری رضا حاصل رہے یہ ہے ہدایت (ایسی ہدایت عطا فرما دے۔ **واستنصرک فنصرت**، یا اللہ! تو ہمیں ان لوگوں کی فہرست میں داخل فرما لے کہ جو تجھ سے مدد طلب کریں تو تو ان کی مدد کرے۔ یہاں بھی یہ ہے کہ اللہ سے مدد طلب کرنی چاہیے فرمایا کہ مدد مانگا کرو جو مدد مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے، یا اللہ! ہمیں بھی اس فہرست میں داخل فرما لے۔ مدد کس بات پر؟ تو یہی سوچیں کہ دشمن پر اور دشمن کون سے صرف انسان ہی نہیں بلکہ نفس و شیطان، برا معاشرہ، برا ماحول غرض ہر ایسی چیز جو اللہ تعالیٰ کی رضا سے ہٹانے والی ہو وہ دشمن ہے یا اللہ! ان سب کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

۱۶- بزن وبکش:

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے جو حالات لکھے ہیں اس میں ایک جملہ بڑا عجیب ہے کبھی کبھی میری زبان پر چڑھ جاتا ہے تو سوتے جاگتے سارا سارا دن اسی میں گزر جاتا ہے اس کا مزا لیتا رہتا ہوں، بزن وبکش۔ جیسے لا الہ الا اللہ کے ذکر کی عادت پڑ گئی ہے، نا تو کسی دن ایسا ہوتا ہے کہ دو تین بار تو کہتا ہوں لا الہ الا اللہ پھر اس کے بعد بزن وبکش، بزن وبکش، بزن وبکش اس کے معنی ہیں مار اور اُڑا، مار اور اُڑا، مار اور اُڑا، سوتے سوتے بھی جب [illegible]تی ہے تو بزن وبکش، بزن وبکش، بزن وبکش۔ اللہ تعالیٰ سب کو ایمان کا جذبہ عطا فرمائیں۔

عطاء اسلاف کا سوز دروں کر
شمول زمرۂ لایحزنوں کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
میرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

جب تک اللہ تعالیٰ کی محبت کا جنون سوار نہیں ہوتا یہ ایمان اللہ کے ہاں قبول نہیں۔

۱۷- دنوں کے نام:

دنوں کے نام جو مسلمانوں میں مشہور ہو گئے اتوار، منگل، بدھ، سنیچر وغیرہ یہ کہنا چھوڑ دیں یہ ہندوؤں کے بت ہیں انہوں نے مسلمانوں کے دماغوں پر انہیں مسلط کر دیا ہے (دنوں کے ناموں کے بارے میں تفصیل وعظ ''عیسائیت پسند مسلمان'' میں دیکھیں۔ جامع) دنوں کے نام عربی یا فارسی میں بولا کریں، مسلمانوں کے دل و دماغ پر ہندوؤں نے اپنے بت ٹھونس دیے اور یہ خوش ہوتے رہتے ہیں کہ ہاں ہاں ٹھیک ہے، آج کا مسلمان تو ہمیشہ گرنا ہی جانتا ہے، کسی کی کسی سے کشتی ہوئی تو جب ان سے پوچھا گیا کہ کشتی کیسی رہی تو وہ کہتے ہیں کہ بہت خوب رہی کبھی وہ اوپر میں نیچے کبھی میں نیچے وہ اوپر۔ آج کے مسلمان کا حال بھی یہی ہے جہاں دیکھو جہاں دیکھو اس کے دل و دماغ پر یا تو شیعہ سوار یا ہندو سوار یا انگریز سوار، اسلام تو اس کے دل و دماغ میں رہا ہی نہیں جہاں دیکھو غیر قومیں اس پر سوار رہتی ہیں۔

۱۸- جان کی قیمت:

آج کے مسلمان کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ ہر شخص اپنے بارے میں سوچتا ہے کہ اگر یہ مر گیا تو دنیا کیسے رہے گی؟ اپنی جان کو اتنی قیمتی سمجھتے ہیں اسی لیے اسے بچانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں اللہ کے بندو! یہ نہیں بچے گی وہ لے جا کر چھوڑے گا ہاں اس جان کو قیمتی بنانا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں دے دیا ہے وہ اس طرح کہ جنت کے عوض اس جان کا سودا کر لیں، پھر یہ جان واقعۃً قیمتی ہو جائے گی:

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ط یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ تف وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ ط وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ ط وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (۹-۱۱۱)

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ انہیں جنت ملے گی وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مسلح جہاد کرتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے تو تم لوگ اپنی بیع پر جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ یہ بڑی کامیابی ہے۔“

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جذبہ جہاد اور اپنی راہ میں جان قربان کرنے کا شوق عطا فرمائیں۔

۱۹- شاہ کا مطلب:

بعض علاقوں میں شاہ سید کو کہتے ہیں اور سید حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کو کہتے ہیں۔ شریعت میں سید کوئی مستقل قوم نہیں، ہاشمی ایک مستقل قوم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاشمی تھے اس قبیلے کے جتنے بھی افراد ہیں وہ مقام، مرتبے اور نسب کے اعتبار سے سب برابر ہیں۔ سید کی مستقل قومیت عجم کی پیداوار ہے عجم کے لوگ یعنی یہ عرب نہیں ہیں دوسرے ملکوں کے لوگ ہیں انہوں نے ہاشمی خاندان میں سے ایک قسم کے خاندان کا نام اور اس کی قومیت الگ کر دی انہیں سید کہنے لگے، مشہور ہوئے سید پھر سید کو شاہ جی کہنے لگے یہاں پاکستان میں یہی اصطلاح چل رہی ہے بنو فاطمہ کو سید کہتے ہیں پھر سید کو شاہ کہتے ہیں۔ ہندوستان کے جن بزرگوں کے ناموں کے ساتھ شاہ لگا ہوا ہے ان سے مراد یہ نہیں کہ وہ سید تھے بلکہ شاہ ان بزرگوں کو کہتے تھے جن پر معرفت غالب تھی غلبہ زہد والے، غلبہ ترک دنیا والے، باطن پر بھی زہد غالب ساتھ ساتھ ظاہر پر بھی زہد غالب۔ زہد کے معنی کی تفصیل تو کئی بار بتا چکا ہوں مختصر پھر لوٹا دوں وہ یہ کہ دنیا کا کوئی تعلق، کوئی محبت، کوئی خوف، کوئی طمع اللہ تعالیٰ کی محبت کے مقابلے میں نہ آنے پائے یہ ہے زہد یہ ہے ترک دنیا۔ بعض حضرات ایسے ہیں کہ ظاہراً دنیوی نعمتوں میں

بہت بڑی شان رکھتے ہیں جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام اور بہت سے دوسرے بزرگ ہیں جو باطن کے اعتبار سے زاہد ظاہر کے اعتبار سے دنیوی نعمتوں میں گھرے ہوئے جیسے انہوں نے دنیا کے بڑے بڑے اژدھے گلے سے پکڑے ہوئے ہیں اور ان پر حکومت کر رہے ہیں لیکن درحقیقت دنیا کی حکومت ان کے دلوں پر نہیں ہوتی بلکہ ان کے دلوں کی حکومت دنیا پر ہوتی ہے۔ شاہ اس زاہد کو کہتے ہیں کہ ظاہراً بھی زاہد ہو دنیا کی نعمتوں سے الگ تھلگ رہتا ہو ے

بسودائے جانان زجان مشتغل
بذکر حبیب از جہان مشتغل
بیاد حق از خلق بگریختہ
چنان مست ساقی کہ مے ریختہ

”محبوب کے عشق میں اپنی جان سے لاپرواہ ہوں۔
محبوب کی یاد میں دُنیا سے لاتعلق ہوں۔
حق تعالیٰ کی یاد میں مخلوق سے گریزاں ہوں۔
ایسا بے خود ہوں کہ گویا کہ ساقی نے مجھ پر شراب بہادی ہے۔“

بعض پر ایسا غلبہ ہوجاتا ہے ایسے مست ہوجاتے ہیں کہ ساقی کی طرف توجہ نہیں رہتی ع

چنان مست ساقی کہ می ریختہ

ایسے حضرات کو ہمارے ہندوستان کے اکابر کی اصطلاح میں کہا جاتا تھا شاہ صاحب یا شاہ جی ان سے مراد یہ نہیں کہ قوم کے اعتبار سے وہ سید یا شاہ تھے۔

۲۰- طالبان کی طاقت پہچانی نہیں جاتی:

بیگم بی بی سی کو جانتے ہیں نا؟ میں نے یہاں ان لوگوں سے کہہ رکھا ہے کہ مجھے خاص خاص خبریں بتادیا کریں آج صبح ساڑھے چھ بجے کی ایک خبر جوانہوں نے مجھے

بتائی تو کچھ نہ پوچھیے ایسی خبر تو یہ بیگم کہیں مدتوں میں دیتی ہے سب لوگ یاد کرلیں پوچھوں گا ایک ہفتے کے بعد یہاں مولویوں سے تو پوچھوں گا ایک ہفتے کے بعد امتحان لوں گا۔ آج ’’بیگم سی‘‘ یہ نے بتایا کہ ’’طالبان کی قوت نہیں پہچانی گئی‘‘ اللہ تعالیٰ نے طالبان کو وہ قوت دی کہ دشمن جو ہنہناتے ہوئے چڑھے چلے آرہے تھے انہیں آن کی آن میں ختم کر ڈالا۔ ہندوستان بھی اور ربانی شیطانی بھی اور روسی بھی سب نے مل کر ایک دم حملہ کردیا ادھر جو طالبان نے جوابی حملہ کیا تو انہیں پیچھے دھکیل کر ساٹھ کلومیٹر تک ان کی زمین بھی اپنے قبضے میں لے لی، ہزاروں کو جہنم رسید کیا سینکڑوں کو پکڑا اور کتنے ٹینک اور کتنی بکتر بند گاڑیاں، کہتے ہیں کہ اتنے لوگ نہیں تھے کہ ٹینکوں کو چلا کر لائیں۔ تو بی بی سی اعلان کررہی ہے کہ ’’ان لوگوں نے طالبان کی طاقت نہیں پہچانی‘‘ ارے واہ بی بی سی! اس پر تو تجھے کچھ انعام دینا چاہیے انعام یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے مسلمان کردے، اس سے بڑا انعام کیا ہوگا۔ میں نے جیسے ہی یہ خبر سنی تو فوراً میری زبان سے نکلا: **ماقدروا اللّٰہ حق قدرہ.** انسان نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کو نہیں پہچانا، اللہ تعالیٰ کی قدرت کو نہیں پہچانا۔ طالبان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے، طالبان کو نہیں پہچانا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو نہیں پہچانا اللہ کی کیسی قدرت ہے۔ یہ قصہ یاد رکھیں بی بی سی کی بات یاد رکھیں آج ۳۰؍ ربیع الاول کی صبح کو ساڑھے چھ بجے بی بی سی نے پکار کر کہا:

’’طالبان کی قوت کو نہیں پہچانا گیا۔‘‘

۲۱۔ حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کا طریق اصلاح:

حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں کسی نے لکھا کہ میں فلاں دن حاضر خدمت ہوں گا کھانا آپ کے ہاں پہنچ کر کھاؤں گا۔ حضرت نے ان کے لیے کھانا پکوالیا جب وہ آئے تو ان سے کھانے کے لیے فرمایا تو انہوں نے کہا کہ میرا مطلب تو یہ تھا کہ کھانے کے وقت میں تھانہ بھون پہنچ جاؤں گا وہ تو میں نے پہنچنے کا وقت بتایا تھا میرا

مقصد یہ نہیں تھا کہ آپ کے گھر میں کھانا کھاؤں گا کھانا تو میں کھا چکا۔ فرمایا کہ ایسی مہمل بات کیوں لکھی آپ کی تحریر سے تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ میرے پاس آ کر کھانا کھائیں گے میں نے آپ کے لیے کھانا پکوالیا اس اس کھانے کے پیسے نکالو۔ آج کل کا کوئی عالم یا پیر ایسے کہہ سکتا ہے؟ نہیں کہہ سکتا اس لیے کہ آج کل کے علماء اور اپیار (اپیار مزاحاً پیر کی جمع ہے) لوگوں سے ڈرتے ہیں کہ اگر کسی سے کہہ دیا کھانے کے پیسے نکالو تو وہ کیا کہے گا کہ یہ تو بڑا بخیل ہے بہت بے مروت ہے کیسی بات کہہ دی دو چار روپے خرچ ہوئے تو وہ بھی مہمان سے نکلوا رہا ہے۔ جو لوگوں سے نہیں ڈرتا وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، وہ تو قانون کے مطابق چلتا ہے قانون کے مطابق چلاتا ہے خود بھی عقل مند ہوتا ہے دوسروں کو بھی عقل سکھاتا ہے لوگ اس سے راضی رہیں یا ناراض، کوئی آئے یا نہ آئے یا آنے والے بھی سارے کے سارے بھاگ جائیں اسے اس کی پروا نہیں ہوتی کوئی رہے یا نہ رہے، آئے نہ آئے وہ تو عقل سکھاتے ہیں، عقل، کسی کو عقل سیکھنی ہو تو سو بار آئے نہیں سیکھنی تو پھر جہاں اس کی مرضی جائے، یہ حضرات لوگوں کو جمع کرنے کی انہیں راضی رکھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ فرمایا کیا میری بیوی تمہاری نوکر ہے؟ بات نہیں کرتے تھے ڈانٹ پلاتے تھے ڈانٹ، میری بیوی تمہاری نوکر ہے؟ اس نے محنت کی کھانا پکایا اب اس کا تو کوئی تدارک نہیں ہو سکتا لیکن کھانے پر جو رقم خرچ ہوئی وہ نکالو، اس سے کھانے کی رقم وصول کی۔

۲۲-رات کے کھانے میں تاخیر کا نقصان:

دنیا میں یہ اصول مسلم ہے کہ رات کا کھانا دیر سے کھانے سے امراض پیدا ہوتے ہیں خاص طور پر بینائی کو بہت نقصان دیتا ہے:

التاخیر فی التعشی یورث التعشیٰ

رات کے کھانے میں دیر کرنا اندھا پن پیدا کرتا ہے۔ لوگ اسی طرح آج کل

اندھے زیادہ ہورہے ہیں کہ رات کا کھانا دیر سے کھاتے ہیں (حضرت اقدس نے حاضرین سے دریافت فرمایا) آپ لوگ یہ بتا سکتے ہیں کہ آج کا انسان رات کا کھانا دیر سے کیوں کھاتا ہے؟ اگر کوئی یہ بتا دیتا ہے تو مجھے ذرا اطمینان ہو جائے گا کہ کچھ تو عقل آرہی ہے، میں دُعاء کرتا ہوں اللہ کرے کسی کے دل میں کوئی بات آجائے (حضرت اقدس کے اس سوال کا جواب مختلف لوگوں نے دیا مگر آخر میں کسی نے جواب دیا کہ ''اس کی جڑ حبِ مال ہے'' تو فرمایا) ارے شاباش! دیر سے سہی بولے تو، حبِ مال ہے حبِ مال اس کے کرشمے ہیں کچھ نہ کہیے ہم مر جائیں تو کوئی بات نہیں پیسا کما کر تو مرے، بیمار ہو گیا تو کیا ہوا مال تو کما کر مرے گا۔ امریکا کے کسی تاجر کا سولہ ملین ڈالر میں سے ایک پاؤ ملین ڈالر کا تجارت میں نقصان ہو گیا وہ برداشت نہیں کر سکا کئی منزلہ عمارت پر چڑھ کر چھلانگ لگا دی خودکشی کر کے مر گیا کہ مال نہیں تو زندہ رہ کر کیا کرنا ہے واہ عاشقِ دنیا واہ! اللہ کے عشق کے دعوے داروں کو سبق دے گیا، جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے دعوے کرتے ہیں انہیں دنیا کا عاشق سبق پڑھا گیا سبق کہ عشق کسے کہتے ہیں؟ جان دے دی۔

رات کو اگر جلدی کھانا کھاتے ہیں تو دنیا نہیں کما سکیں گے مال زیادہ نہیں کما سکیں گے۔ دکان دار اگر مغرب کی نماز کے بعد متصل کھانا کھائے گا تو مغرب سے آدھا گھنٹا قبل اسے دُکان بند کرنی پڑے گی تو وہ گھر میں آکر اطمینان سے کھانا کھا سکتا ہے۔ کارخانوں والے اور تاجر وغیرہ خرکار کے گدھے کی طرح رات دن لگے ہوئے ہیں اور کما لو اور کما لو اور کما لو اندھے ہو جائیں تو کوئی بات نہیں ڈاکٹر سے آنکھیں بنوا لیں گے اور اگر نہیں بھی بنیں تو کیا ہوا مال تو ہو گا نا۔ نظر رہے یا نہ رہے، صحت رہے یا نہ رہے زندہ رہیں یا نہ رہیں مال ہو مال، مرتے مرتے بھی مال جمع ہو جائے ہو سکے تو قبر میں بھی لے جائیں۔

۲۳-رزق کا احترام:

بہت سے لوگ سالن کا برتن روٹی کے اوپر رکھتے ہیں، رزق اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے

اس کے اوپر برتن کا تلار رکھتے ہیں۔ سعودیہ میں بظاہر اچھے خاصے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ہوٹل سے روٹی خرید کر گاڑی میں جس نشست پر اپنی ٹی وی رکھتے ہیں اسی پر روٹی ایسے ہی رکھ دیتے ہیں۔ ٹی وی تو سمجھتے ہوں گے اگر نہیں سمجھتے تو چلیے انگیٹھی کہہ لیں، جہاں انگیٹھی رکھتے ہیں اسی پر روٹی رکھ دیتے ہیں۔ یہ ہے آج کل کا مسلمان جسے اتنی بھی تمیز نہیں کہ رزق ہے رزق اس کا احترام کرنا چاہیے یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔

۲۴-مجاہد کا اچھلنا اور اپنی شجاعت ظاہر کرنا:

کل میں نے بتایا تھا کہ ہم فجر کی نماز کے بعد فتح باغ میں جایا کرتے تھے اور وہاں جا کر جہاد کی مشق کیا کرتے تھے کچھ بنوٹ کے ہاتھ بھی دکھاتے تھے، میں ببر شیر کی طرح جست لگا کر کودا کرتا تھا اور **ھل من مبارز** کے نعرے لگاتا تھا تو لوگوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی تھیں۔ ایک بار میں نے اچانک یہاں باہر روڈ پر ایسے کر دیا تو یہ لڑکے دیکھ کر کہنے لگے کہ ہمارے تو طوطے اُڑ گئے، میں نے پوچھا کہ پھر واپس بھی آئے یا نہیں تو کہتے ہیں کہ نہیں واپس نہیں آئے۔ یہ جو میں نے کل بتایا تو بعد میں خیال آیا کہ اپنی قوت اور شجاعت کو یوں ظاہر کرنا ببر شیر کی طرح کود کر میدان میں جست لگاتا ہوں اور ایسے نعرے لگاتا ہوں تو تھوڑا سا خیال آیا ایسے ہی وسوسے کے طور پر ورنہ یقین تو تھا کہ ایسی باتوں کا اظہار ثواب ہے۔ مجاہد اپنے گھوڑے کو اچھالے اپنی تلوار کو اچھالے اپنا سینہ تانے خود کو اُچھالے اس کی تو ایک ایک بات اللہ تعالیٰ کے ہاں جہاد میں لکھی جاتی ہے۔ مجھے بس ذرا وسوسہ آ گیا تھا کہ ایسے کرنا مناسب تھا یا نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ ایک کتاب مل گئی مصر و فارس کی فتوحات سے متعلق، اس میں یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب میدان جہاد میں دُشمن کے مقابلے میں اترتے تھے تو دشمن کو پکارتے تھے، دشمن کی پکار پر جھپٹتے تھے اور شعر کیسے پڑھتے تھے کچھ نہ پوچھیے کیا بتاؤں کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ میں تو ایسا شیر ہوں ایک تلوار سے تیری کھوپڑی اُتار دوں گا، میں ایک

تلوار سے ہزاروں جہنم رسید کردوں گا میرے اندر وہ طاقت ہے ایسے کردوں گا ایسے کردوں گا اور کرکے دکھادیتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالات سے یہ ثابت ہے اس سے مجھے بہت تسلی ہوئی کہ بہت اچھا ہے ایسے تو کرنا چاہیے۔

۲۵- دینی اور دنیوی منفعت کا مقابلہ:

اصلاحی ڈاک میں گزشتہ ہفتے ایک پرچہ سامنے آیا انہوں نے لکھا تھا کہ مجھے کبھی کبھی شبہہ ہوتا ہے کہ میرے دل میں مال کی محبت ہے، کوئی یقینی بات نہیں بس شبہہ ہوجاتا ہے میں اس کا علاج یہ کرتا ہوں کہ ایک دو دن کے لیے دُکان بند کردیتا ہوں۔ یہ بات بتانے سے مقصد یہ ہے کہ جو لوگ جمعہ کو مجلس وعظ میں نہیں آتے اور یہ کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن چھٹی نہیں ہوتی اور وعظ میں آنے کے لیے شام کو اگر دُکانیں بند کردیں گے تو کاروبار کا بہت نقصان ہوجائے گا۔ یہ دنیوی مال اور دینی منفعت کا جب مقابلہ ہوجائے تو یہ لوگ دنیوی مال کو ترجیح دیتے ہیں کہ دنیا کا نقصان نہ ہوجائے حالانکہ نفع ونقصان تو اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دُکان پر جاکر گھنٹوں بیٹھے رہیں اور کچھ بھی فروخت نہ ہو وہ تو آپ کے اختیار میں نہیں گاہک کا بھیجنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے آپ کا کام تو دُکان کھول کر بیٹھنا ہے بیٹھے رہیں وہاں جاکر پڑھتے رہیں کوئی آپھنسے کوئی آپھنسے کوئی آپھنسے مگر اللہ تعالیٰ چاہے تو کوئی ایک بھی نہ پھنسے۔ دوسرے یہ کہ اس سے بھی زیادہ پریشانی یہ کہ کوئی آئے اور آپ کا مال دیکھ کر خریدے بغیر ہی چلا جائے۔ تیسری بات یہ کہ اگر کسی نے خرید بھی لیا تو ایک لمحے میں اللہ تعالیٰ اسے ضائع کردیں برباد کردیں کوئی ڈکیتی ہوگئی کوئی چور لے گیا یا کوئی حادثہ پیش آگیا کہ جو کچھ کمایا تھا اس سے کئی گنا زیادہ اس پر خرچ ہوگیا، سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ چوتھی بات یہ کہ اگر صحیح سالم رہ بھی گیا تو اس کا فائدہ تو جب ہوگا کہ انسان کو اس مال سے سکون ملے اگر سکون نہیں ملتا ہوس بڑھتی ہی جارہی ہے اور دنیا کی

محبت کی وجہ سے رات دن پریشانی میں مبتلا ہے تو وہ مال انسان کے لیے کوئی نعمت نہیں بلکہ عذاب ہے۔ ایک دُعاء ہے:

اللھم انی اعوذبک من مال یکون علی عذابا.

یہ دُعاء مانگا کریں یا اللہ! میں ایسے مال سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھ پر عذاب بن جائے۔ جو مال اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق نہیں کمایا جاتا اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق خرچ نہیں کیا جاتا وہ انسان پر نعمت بن کر نہیں آتا اللہ تعالیٰ اسے انسان پر عذاب بنا کر بھیجتے ہیں۔ میں یہ بتا رہا ہوں کہ کہاں تو بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اگر جمعہ کی شام کو دُکان بند کر کے کسی دینی مجلس میں پہنچ گئے تو مال کا نقصان ہو جائے گا اور اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ دل میں ذرا سا خیال آیا کہ شاید حبِ مال پیدا ہو رہی ہے تو ایک دو دن کے لیے دُکان بالکل بند کر دیتے ہیں۔ سبق حاصل کریں، اللہ تعالیٰ عبرت کی آنکھیں عطا فرمائیں۔

۲۶۔ نسخہ عشق:

ایک شعر بہت اچھا سا اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈال دیا آپ لوگ بھی سُن لیں ؎

شہ بے خودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی

اللہ تعالیٰ کی محبت جب غالب آجاتی ہے تو اسے یہ بھی پتا نہیں ہوتا کہ میں پاگل ہوں یہ عجیب شعر کہا بہت اونچے مقام کا شعر ہے بہت ہی عالی مقام کا شعر ہے ع

شہ بے خودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی

اللہ تعالیٰ کی محبت میں اللہ تعالیٰ نے مجھے جو بے خودی دے دی بے خودی کہ خود کو میں نے مٹا دیا بلکہ میں نے کیا مٹایا میرے اللہ نے مٹا دیا اپنی محبت میں، بے خودی کو کہہ رہے ہیں کہ یہ بے خودی تمام حالات تمام احوال تمام اقوال تمام مقامات کی شاہ ہے شاہ۔

شہ بے خودی نے عطا کیا مجھے اب لباسِ برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی

جنوں میں پردہ دری ہوتی ہے عقل میں بخیہ گری ہوتی ہے، کہہ رہے ہیں کہ ہمیں عقل کی تو کیا خبر ہمیں تو جنوں کی بھی خبر نہیں کہ جنوں بھی ہے یا نہیں۔ اور کیا فرمایا ع

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا

اس میں دُعاء کی نیت بھی کرلیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی محبت عطا فرمادیں ؂

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق پر جو دھری تھی سو وہ دھری رہی

ارے واہ واہ! اللہ تیرے درجات بلند فرمائیں ع

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا

نسخہ عشق کا درس جب اللہ تعالیٰ نے دے دیا: **الست بربکم**. وہیں سے درس ملا ہوا ہے ع

تو کتاب عقل کی طاق پر جو دھری تھی سو وہ دھری رہی

عقل کی کتاب تو رکھ دی طاق پر وہ تو وہیں دھری رہی نسخہ عشق اللہ تعالیٰ نے دے دیا بس کام چلے گا تو اسی نسخہ پر عمل کرنے سے چلے گا۔ یا اللہ! اپنی رحمت سے سب مسلمانوں کو نسخہ عشق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔

۲۷- فکرِ آخرت پیدا کرنے کے دو نسخے:

فکرِ آخرت پیدا کرنے کے دو نسخے ہیں جو قرآن مجید میں بیان فرمائے گئے ہیں:

۱- ایک تو یہ کہ رات کو سونے سے پہلے مراقبہ موت کیا کریں، اپنے حالات کو سوچا کریں، یہ نسخہ قرآن میں بار بار بیان فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بار بار بیان فرمایا ہے۔ جو لوگ گناہ نہیں چھوڑتے مجھے یقین ہے کہ وہ کبھی بھی اپنی موت کو

نہیں سوچتے اگر سوچتے ہوتے تو ان کا یہ حال نہ ہوتا، اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا نسخہ کبھی بھی بے اثر نہیں ہوسکتا دراصل لوگ اس پر عمل ہی نہیں کرتے سوچتے ہی نہیں اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔

۲-دوسرا نسخہ یہ بیان فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۝ (۹-۱۱۹)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔''

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ دو اور نافرمانی چھوڑنے کا نسخہ کیا ہے کہ کسی ایسے شخص کے ساتھ تعلق رکھو کہ جو یہ کہے کہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر ایمان کے تقاضوں کے مطابق عمل بھی کرے، کسی مرحلے میں، کسی کے خوف سے، کسی طمع سے، کسی محبت سے، کسی کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتا، دنیا رہے یا نہ رہے میرا رب مجھ سے راضی رہے، جس کے اندر یہ چیز موجود ہو اس کے ساتھ تعلق رکھو اور تعلق بھی ایسا معمولی سا نہیں ایسا تعلق رکھے کہ یوں لگے جیسے ان کے ساتھ ہی رہ رہا ہو: **كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ** ایسا تعلق رکھے تو دین پر تصلب اور مضبوطی پیدا ہوگی ورنہ ماحول تو انسان کو تباہ کر دیتا ہے۔

۲۸-بُرا ماحول فکر کی تباہی کا ذریعہ

ملکہ سبا کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بہت عاقلہ تھیں، آج کے مسلمان سے زیادہ عقل مند تھیں جب کافرہ تھیں حالت کفر ہی میں آج کے مسلمان سے زیادہ عقل مند تھیں وہ اس طرح کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب لکھا کہ درست ہو جا ورنہ ہم چڑھائی کریں گے تو ملکہ نے پہلے تو وزراء سے پوچھا کہ کیا خیال ہے انہوں نے کہا کہ ویسے تو تیری مرضی ہے اگر لڑنا چاہتی ہے تو ہم لڑنے کو تیار ہیں۔ ملکہ سبا کی عقل مندی دیکھیے اس نے کہا کہ میں اس شخص کو ہدایا بھیجتی ہوں اگر اس نے ہدایا قبول کر لیے

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دنیا کا بندہ ہے پھر ہم اس سے لڑیں گے اور اگر ہدایا قبول نہیں کیے تو دنیا کی محبت اس کے دل میں نہیں اور جس کے دل میں دنیا کی محبت نہیں ہوتی اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا پھر لڑنے کا خیال دل سے نکال دو پھر ہمیں اس کے تابع ہونا پڑے گا۔ دیکھیے کیسی عقل مندی کی بات کہی، آج کے مسلمانوں میں یہ عقل نہیں کہ دنیا کی محبت جس دل میں ہوتی ہے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا ملکہ سبا کافرہ تھی اس کے باوجود اس میں اتنی عقل تھی کتنی بڑی بات ہے، جس دل میں دنیا کی محبت ہو گی اس کا مقابلہ ہم کریں گے اور جس کے دل میں دنیا کی محبت نہیں اس کا مقابلہ ہمارے بڑے سے بڑے لشکر بھی نہیں کر سکتے یہ ایک کافرہ کا فیصلہ ہے۔ اتنی تو عقل مند تھی مگر وہ اس سے پہلے ایمان کیوں نہیں لائی ایمان تو عقل کا فیصلہ ہے نا کوئی تبلیغ کرے یا نہ کرے انسان کی عقل کافی ہے اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کے لیے، وہ کیوں ایمان نہیں لائی اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں:

اِنَّھَا کَانَتۡ مِنۡ قَوۡمٍ کٰفِرِیۡنَ (۲۷-۴۳)

''وہ کافروں کی قوم سے تھی۔''

اس کا ماحول سارے کا سارا کافر تھا، ماحول اس کے دل و دماغ پر ایسا مسلط رہا کہ اس کے ہوش اسی میں گم رہے۔ معلوم ہوا کہ بری مجلسیں، برا ماحول انسان کی فکر کو تباہ کر دیتے ہیں۔

۲۹- خدمات دینیہ میں اخلاص کے دو معیار:

یہ سیاسی لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حکومت ایسی ہے جو چاہو کرتے رہو، جو چاہو کرتے رہو، انہیں اس طرف کوئی توجہ بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی قانون بھی ہے۔ اسلام کے نام پر جو لوگ سیاسی کام کر رہے ہیں ان کے بارے میں دو معیار سن لیں، ویسے یہ قاعدہ سب کو شامل ہے خواہ کوئی دین کے کسی بھی شعبے میں کام کر رہا ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا

کے لیے کام کر رہے ہیں یا اپنے نفس کے لیے کر رہے ہیں اس بارے میں دو معیار ہیں:

۱- ایک معیار تو یہ کہ اپنی ذات پر اسلام کو جاری کرے، جو شخص اپنے اوپر اسلام کو جاری نہیں کر رہا حالانکہ اپنے سب اعضاء پر اسے پورا اختیار ہے پھر بھی جاری نہیں کر رہا اس کی آنکھیں بغاوت کرتی ہیں، زبان نافرمانی کرتی ہے، کان بغاوت کرتے ہیں، ہاتھ بغاوت کرتے ہیں، زیادہ سے زیادہ چھ فٹ کا رقبہ ہے تو جو اس پر حکومت نہیں کر سکتا وہ بہت بڑے ملک پر حکومت کیسے کر سکے گا اس پر اللہ تعالیٰ کے قانون کو کیسے جاری کرے گا اس کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ وہ پورے ملک میں اسلامی قانون جاری کرنا چاہتا ہے وہ جھوٹا ہے اس کا مقصد کچھ اور ہے۔

۲- دوسرا معیار یہ ہے کہ حکومت اسلامیہ قائم کرنے میں یا دوسروں کو اسلام کی دعوت دینے میں یا کوئی بھی دین کی متعدی خدمت کرنے میں اسلام کے قوانین کی رعایت رکھے اللہ تعالیٰ کے احکام کے تحت رہ کر کام کرے دوسروں کو اسلام کی طرف لانے میں، نیک بنانے میں یا اسلامی حکومت قائم کرنے میں جو شخص شریعت کی حدود سے تجاوز کر جاتا ہے اور ان کی رعایت نہیں رکھتا یہ اس کی دلیل ہے کہ اس میں اخلاص نہیں، اللہ تعالیٰ کا قانون جاری کرنے کے لیے اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اس میں اخلاص کہاں سے ہوا۔ یہ دو معیار خوب یاد رکھیں۔

۳۰- دیوث کے معنی:

کافی مدت پہلے کی بات ہے میں نے ایک بار حاضرین کرام سے کہا کہ کوئی مجھے یہ بات بتائے کہ دیوث کسے کہتے ہیں اور شاید ایک ہفتہ کی مہلت دی کہ ایک ہفتے تک سوچیں غور و فکر کریں ایک دوسرے سے بھی پوچھیں چاہیں کتابیں دیکھیں، تحقیقات کریں اس کے بعد مجھے بتائیں کہ دیوث کے معنی کیا ہیں (اس کے بعد حضرت اقدس نے حاضرین سے فرمایا) اچھا پہلے یہ بتائیں کہ آپ لوگوں کو اتنا تو

معلوم ہے کہ دیوث بہت بڑی گالی ہے، یہ معلوم ہے یا نہیں؟ قریبی لوگ تو بتا رہے ہیں کہ معلوم ہے شاید اکثریت کو معلوم نہیں چلیے اب سُن لیجیے دیوث بہت بڑی گالی ہے، کبھی کسی کو کہتے بھی سنا ہے یا نہیں کہ بڑا دیوث ہے؟ سنا ہے اچھا ٹھیک ہے تو میں نے ان لوگوں سے کہا کہ یہ جو گالی مشہور ہے دیوث اس کے معنی کیا ہیں دیوث کہتے کسے ہیں۔ تحقیقات کر کر کے ایک ہفتے بعد مجھے کسی نے بتایا کہ دیوث اسے کہتے ہیں جو غیر محرم عورتوں کو دیکھے۔ میں نے کہا شاباش! شاباش!! تو تو شیطان کا بھی استاد لگ رہا ہے مطلب نکالا بھی تو کیا نکالا سبحان اللہ! دیوث وہ جو غیر محرم عورتوں کو دیکھے، سنیے! یاد کر لیجیے دوسروں کو بتائیں اور خود دیوث ہونے سے بچیں، دیوث وہ ہے جو اپنی بیوی، بیٹیاں، ماں، بہن دوسروں کو دکھائے ان سے پردہ نہ کروائے وہ دیوث ہے دیوث۔ بات سمجھ میں آئی جو اپنی بیوی کو اپنے بھائیوں سے پردہ نہیں کرواتا وہ ہے دیوث، جو اپنی بیوی کو نندوئی سے، بہنوئی سے پردہ نہیں کرواتا وہ ہے دیوث، جو اپنی بیوی کو پھوپھا اور خالو سے پردہ نہیں کرواتا وہ ہے دیوث، جو اپنی بیوی کو زادوں سے چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد سے پردہ نہیں کرواتا اسے شریعت میں کہتے ہیں دیوث، بات سمجھ میں آ گئی؟ چلیے اسے یاد رکھیں کہ دیوث کسے کہتے ہیں سنتے تو رہتے ہیں اور معلوم بھی ہے کہ بہت بڑی گالی ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ کہتے کسے ہیں اور اُلٹا دوسروں پر ڈال دیا کہتے ہیں کہ دیوث وہ ہے جو دوسروں کی عورتوں کو دیکھے۔ ارے! دیوث وہ ہے جو اپنی عورتیں دوسروں کو دکھائے، اپنی بیوی لوگوں کو دکھا رہا ہے وہ دیوث ہے، بیٹیاں دکھا رہا ہے وہ دیوث ہے، اپنی ماں دکھا رہا ہے وہ دیوث ہے، اپنی بہنیں دکھا رہا ہے وہ دیوث ہے۔

۳۱- جشنِ ربیع الاول منانے والوں کو جواب:

کسی نے ٹیلی فون پر پوچھا کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم جو میلاد وغیرہ کی دعوتیں کرتے

ہیں تو ہم اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی مناتے ہیں آپ بھی ہماری خوشی میں شریک ہوجایا کریں آپ کیوں شریک نہیں ہوتے۔ اس کے لیے دو جواب یاد رکھیں اور آگے کہہ دیا کریں مختصر سی بات ہے۔ وعظ ''جشن ربیع الاول'' میں تفصیل سے یہ باتیں آتو گئی ہیں مگر الگ سے مختصر سی بات کا یاد رکھنا آگے پہنچانا آسان ہوتا ہے تو اس کے لیے صرف دو باتیں:

۱- ایک یہ کہ عبادت کا جو طریقہ اللہ تعالیٰ نے نہ بتایا ہو، اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بتایا اگر کوئی شخص وہ طریقہ استعمال کرتا ہے اسے ثواب سمجھتا ہے تو وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سے اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا سمجھتا ہے گویا وہ یہ سمجھتا ہے کہ عبادت کے اس طریقے کا نہ اللہ کو پتا چلا نہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو پتا چلا اسے پتا چل گیا بڑا سمجھتا ہے یا نہیں سمجھتا؟ تو نمبر ایک کہ یہ خود کو اللہ تعالیٰ سے بھی بڑا سمجھتے ہیں۔

۲- دوسری بات یہ کہ قرآن، حدیث اور عقل سے بھی یہ بات یقینی ہے کہ محبت کی روح محبت کی اصل یہ ہے کہ محبوب کی نافرمانی چھوڑیں جو لوگ اللہ اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانیاں نہیں چھوڑ رہے اور جلسے جلوس، میلاد، خوانیاں اور ان مواقع میں دیگیں چڑھانا، کھانا یہ کام کر رہے ہیں تو خود ہی سوچ لیں کہ یہ واقعۃً محبت سے کر رہے ہیں یا فریب دے رہے ہیں خود ہی فیصلہ کر لیجیے اگر محبت یہ کام کروا رہی ہے تو ان کی نافرمانیاں کیوں نہیں چھوڑتے؟ پس یہ دو باتیں ان لوگوں سے کہہ دیا کریں۔

۳۲- ربیع الاول میں احتساب:

جب سے ربیع الاول کا مہینہ شروع ہوا ہے اس وقت سے اپنے احتساب کی توفیق زیادہ مل رہی ہے، محبت کا مہینہ شروع ہوگیا، گزر رہا ہے، اتنے دن گزر گئے، اتنے دن رہ گئے اپنی محبت کا اندازہ لگاؤ اپنے اعمال کو معیار محبت پر پیش کرو۔ میں اپنے بارے میں سوچتا ہوں کہ تیرے اعمال محبت کے معیار پر پورے آرہے ہیں یا ان ہی لوگوں کی طرح قصہ چل

رہا ہے جو محبت کے دعوے تو بہت کرتے ہیں مگر اپنی شکل وصورت سے بغاوت کا اعلان کر رہے ہیں تو بحمد اللہ تعالیٰ ہم بغاوت کا اعلان تو نہیں کر رہے مگر پھر بھی اپنے اعمال کا جائزہ لیتا ہوں کہ محبت کا مہینہ تو گزر رہا ہے مگر محبت کے مہینے میں بھی کہیں کوئی ایسی بات ہو کہ ہم نے اس کی اصلاح نہ کی ہو تو اس کی اصلاح کی طرف توجہ دی جائے یہ بار بار سوچتا رہتا ہوں خاص طور پر جب دوسروں سے کہتا ہوں تو اور زیادہ توجہ ہو جاتی ہے کہ دوسروں کو تو ہر نماز میں کہہ رہا ہے ہر نماز میں ذرا اپنی بھی تو خبر لو کہ اپنا کیا حال ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خاص طور پر ایک رحمت بتادوں، اس ربیع الاول کے تینوں عشرات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص رحمت ہوگئی ہے تاریخیں بھی بتادوں ربیع الاول کی پہلی تاریخ، بارہ تاریخ اور بائیس تاریخ میں ایسی رحمت کہ روزانہ رات کو سونے سے پہلے اسے یاد کر کے سبق اور زیادہ پکا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دُعاء کرتا ہوں کہ یا اللہ! ان تینوں رحمتوں پر استقامت دوام بلکہ ان میں ترقی عطاء فرما۔ ان تینوں دنوں میں کیا ہوگیا یہ مختصر بتادیتا ہوں ۔

بس ایک بجلی سی پہلے کوندی پھر آگے کوئی خبر نہیں ہے
مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

حاصل اس کا یہی ہے رہی یہ بات کہ کیا ہوا تو وہ تو جس پر گزری وہی سمجھتا ہے دوسروں کو کیا بتائیں کہ کیا ہوا۔

۳۳۳- وضو کے بعد آسمان کی طرف اُنگلی اُٹھانا:

ایک بار دورانِ وعظ فرمایا کہ ایک مسئلہ سُن لیں میں ایک شخص کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ وضو کے بعد آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں اور انگلی کا اشارہ بھی کر رہے ہیں اور کلمۂ شہادت بھی پڑھ رہے ہوں گے تو وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھنا ثابت ہے مگر آسمان کی طرف دیکھنا اور اُنگلی کا اشارہ کرنا ثابت نہیں۔ ایسے ایسے مسئلے دوسرے لوگوں تک بھی پہنچایا کریں۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ نے کیسے رحمت فرمائی کہ انہوں نے پڑھا اور میں نے دیکھ

لیا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے نا وہ اُنگلی سے اشارہ کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے میری نظر ادھر کروا دی اللہ تعالیٰ جس پر جو رحمت فرما دیں، کتنے لوگوں کا فائدہ ہو گیا۔

۳۴- جہاد اور اسبابِ جہاد سے محبت:

عرب میں یہ دستور تھا کہ حرب، سیف، گھوڑے اور محبوب کا جب اپنے کلام میں ذکر کرتے تو ضمیر لاتے بلا ذکر مرجع۔ پہلے ذکر ہے ہی نہیں ویسے ہی ''وہ'' یا ''یہ'' کہنا اسے کہتے ہیں ضمیر اب ''وہ'' کہہ دیا تو کیسے پتا چلے کہ وہ کون، دراصل بات یہ ہے کہ یہ چیزیں ان کے دلوں میں ایسی بسی رچی تھیں کہ وہ اپنے گھوڑے کی تعریف کریں محبوب کا ذکر کریں یا جنگ اور تلوار کی بات کریں تو بس ''وہ'' ان لوگوں کو بتانے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی کہ وہ سے کیا مراد ہے۔ یا اللہ! تو آج مسلمانوں کو تلوار اور جہاد کو ایسا محبوب بنا دے جیسے کہ جاہلیت کے دور میں تلواریں اور گھوڑے ان مشرکوں کے دل میں محبوب ہوتے تھے تو اپنی رضا کے لیے جہاد، جہاد میں کام آنے والا اسلحہ، جہاد کے لیے گھوڑے ان چیزوں کو تو مسلمانوں کے دلوں میں ان کافروں سے زیادہ محبوب بنا دے۔

۳۵- صلاحیتِ قلب میں ترقی کا طریقہ:

ہدایت کی باتیں انسان پڑھتا رہے کہتا رہے سنتا رہے، عبرت کی باتیں ہدایت کی باتیں آنکھوں کے سامنے سے گزرتی رہیں تو دل میں جو صلاحیت ہے وہ برقرار رہتی ہے بلکہ اس میں ترقی ہوتی رہتی ہے اور اگر ایسے نہیں کرتے تو دل سخت ہو جاتے ہیں سیاہ ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنے سے پہلے جو اپنی محبت دلوں میں رکھ دی تھی وہ بھی تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔

۳۶- دو مشکل کام:

دنیا میں سب سے زیادہ مشکل کام دو ہیں بکریاں چرانا اور بیویاں سنبھالنا۔ بیویاں

بکریوں سے کم نہیں، یہ دو کام بہت مشکل ہیں لیکن جیسے بکریاں چرانے کا کام کرنا ہی پڑتا ہے تو ایسے ہی بیویوں کو سنبھالنے کا کام بھی کرنا ہی پڑے گا۔

۳۷-شادی پر پیسا خرچ کرنا حماقت:

ایک قاعدہ لوگوں نے بنا رکھا ہے کہ شادی بغیر پیسے کے نہیں ہوتی۔ ارے! کام تو ہے جانبین کا فائدہ تو دونوں کا ہے نا، شادی میں شوہر کا بھی فائدہ بیوی کا بھی فائدہ تو پیسے کی کیا ضرورت وہ شوہر ہو گیا وہ بیوی ہو گئی تو کیا کسی پر احسان ہو گیا دونوں مل کر دین و دنیا کے کام چلائیں۔ مجاہدین پیدا کریں۔ کوئی چیز آپ بازار سے خریدتے ہیں تو نہ خریدار کا بیچنے والے پر احسان نہ بیچنے والے کا خریدار پر احسان سب کا اپنا اپنا فائدہ ہے جو لوگ پیسا خرچ کرتے ہیں یہ اس کی دلیل ہے کہ بڑے اونچے درجے کے احمق ہیں احمق جس پر ایک پیسا بھی خرچ نہ ہو اس پر ہزاروں لاکھوں برباد کر دیتے ہیں اور اس کے علاوہ لڑکے لڑکیوں کی شادی کی عمر نکل جاتی ہے صرف اسی انتظار میں کہ اتنا پیسا ہو تو شادی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آج کے مسلمان کو کچھ عقل عطا فرما دیں، دراصل عقل انہیں اس لیے نہیں آتی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں نہیں چھوڑتے نافرمانیوں کا یہ وبال ہے کہ انہیں اپنے نفع و نقصان کی خبر نہیں۔

۳۸-اسد الغابہ:

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالات پر ابنِ کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب لکھی ہے اس کا نام رکھا ''اسد الغابہ'' اُسُدُ بھی کہہ سکتے ہیں اور اُسْدُ بھی کہہ سکتے ہیں ''اُسُدُ الغابہ'' اور زیادہ قوت پیدا کرنی ہو تو ''اُسُدُ الغابہ'' واہ ابن کثیر واہ! اللہ تعالیٰ تیرے درجات بلند فرمائے۔ ان لوگوں نے پہچانا کہ مسلمان کیسے ہوتے ہیں، انہوں نے پہچانا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیاں کیسی تھیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ

عنہم کی شان کیا تھی، صحابہ والی تبلیغ یہ لوگ جانتے تھے۔ ''اُسُدُ الغابہ'' یعنی'' گھنے جنگلوں کے شیر'' گھنے جنگلوں میں جو شیر پلتے ہیں وہ بڑے طاقت ور ہوتے ہیں بہت طاقت ور شیر ہوتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم گھنے جنگلوں کے شیر تھے، ان جیسی تبلیغ کیا کریں ان جیسی زندگیاں بنانے کی کوشش کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس زمانے کے مسلمانوں کے دلوں سے بھیڑ بکری بننے کا شوق نکال کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے شیر بننے کا شوق اور جذبہ پیدا فرمائیں۔

۳۹- اللہ کی محبت مانگیں:

ہر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کی محبت مانگا کریں۔ بنیادی خرابی یہ ہے کہ دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں جو لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہے ان کے دلوں میں بھی نہیں، مانگ لیا کریں اگر پہلے سے کچھ ہے تو آپ کے مانگنے سے اللہ تعالیٰ اور ترقی عطا فرمادیں گے اور اگر محبت نہیں تو اللہ تعالیٰ عطا فرمادیں گے پھر ساتھ یہ بھی قاعدہ یاد رکھیں کہ جو چیز مانگی جاتی ہے اس کے لیے انسان کوشش بھی کرتا ہے تو دُعاء قبول ہوتی ہے اگر مانگتا رہے مانگتا رہے مگر کوشش کرتا نہیں تو وہ دُعاء قبول ہی نہیں ہوتی اس بارے میں تو بہت تفصیل سے بتاتا رہتا ہوں، مانگتا رہتا ہے مگر کوشش نہیں کرتا وہ دُعاء قبول نہیں ہوتی قبول وہ ہوتی ہے کہ مانگے بھی اور کوشش بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سب سے بڑی نعمت ہے ہر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت مانگا کریں۔

۴۰- گندے انڈوں اور مُردہ مرغیوں کی تجارت:

بازار سے انڈے اور ذبح کی ہوئی مرغیاں یا ہوٹلوں میں پکی ہوئی مرغیاں نہ کھایا کریں وہ اکثر مُردہ ہوتی ہیں۔ مری ہوئی مرغی کی قیمت زندہ مرغی کی قیمت سے صرف آٹھ آنے کم ہے۔ جس زمانے میں آنے تھے میں نے اس وقت کی بات سنی ہوئی ہے اور ایسے شنیدہ نہیں۔ ہوٹل میں جو کھانا کھلانے والے ہوتے ہیں انہیں بیرے کہتے ہیں

شاید وہ سنتے کم ہیں تو بہرے کہتے ہیں۔ اس نے ایک شخص کو خود بتایا، ایک اچھے دین دار شخص کھانا کھانے گئے مرغی کا سالن منگوایا جو بیرے نے آ کر بتایا کہ آپ کی شکل وصورت سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ شریف انسان ہیں آپ یہاں مرغی نہ کھائیں اس بیرے نے مالک سے چھپ کر بتایا کہیں دوسرا کوئی سُن نہ لے۔ صرف آٹھ آنے کی خاطر، آنے تو گزر گئے صرف پچاس پیسے کی خاطر ایک مرغی پر پچاس پیسے کی خاطر حرام کھلا رہے ہیں۔ مرغی خانے میں مرغیاں بہت مرتی ہیں لیکن اس میں مرغی خانے والوں کا نقصان تو کوئی ہے ہی نہیں۔ زندہ بک گئی تو مثال کے طور پر بیس روپے کی مُردہ بک جائے گی ساڑھے اُنیس کی کیا نقصان ہوا تو تجارت بڑی کامیاب ہے۔ اسی طرح جو انڈے صحیح ہوتے ہیں اس میں اور جو گندہ انڈا ہے اس میں چند پیسے کا فرق ہوتا ہے۔ آج کل انڈے کی صحیح قیمت کیا ہے معلوم ہے کسی کو؟ (حاضرین مجلس میں سے کسی نے جواب دیا جسے حضرت نے دُہرایا) دو روپے تو گندہ انڈا دو پیسے کم میں دے دیں گے۔ دو پیسے کم وہ بھی چل جاتا ہے۔ جن مٹھائیوں میں انڈے ڈالے جاتے ہیں ان کے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ دو پیسے ایک انڈے پر بچانے کے لیے گندے انڈے خریدتے ہیں۔ ایک انڈے پر دو پیسے بچے نا آپ تو سمجھ رہے ہیں نا دو پیسے بچے وہ یہ حساب لگاتے ہیں کہ ایک دن کی بالوشاہی میں یا فلاں چیز میں انڈے کتنے پڑیں گے تو ایک انڈے پر دو پیسے اور ایک دن میں دس انڈے اگر خرچ ہوئے تو اس پر کتنے پیسے ہو گئے؟ سو پیسے ایک روپیہ۔ ایک دن میں ایک روپیہ تو تیس دن میں کتنے تیس روپے اور ایک سال میں کتنے اور یہ کہ دس سال میں کتنے یہ تو سوچتے ہی نہیں ہیں کہ مرنا ہے وہ سو سو سال کا حساب لگاتے ہیں سو سال میں ارے جو یہ کہتا ہے نا کہ تو دو پیسے بچا رہا ہے وہ اسے بے وقوف بناتا ہے ارے بے وقوف احمق! یہ دو پیسے کیوں کہہ رہا ہے یہ سو سال کے بعد تو اتنے ہزار روپے بن جائیں گے۔ وہ یوں حساب لگاتا ہے تاجر، تاجر جو ہے بیوپاری ایسے حساب لگاتا ہے تو اگر آپ لوگوں میں سے کوئی تاجر ہے تو خود ہی معلوم ہو گا اور اگر نہیں تو کسی

تاجر کے پاس بیٹھ کر دیکھ لیں مگر جب کسی تاجر کے پاس بیٹھیں تو دُعاء کرلیا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کے شر سے حفاظت فرمائیں اسے ہدایت دیں ہماری حفاظت فرمائیں۔

۴۱- امریکا کے عاشق:

چند روز پہلے ایک تاجر نے کہا آج کل تو ڈالر رکھنے چاہئیں کیونکہ روپے کی قیمت تو گررہی ہے میں نے کہا کہ اللہ کے بندے! کیا کہہ رہے ہو ڈالر تو امریکا کا ہے امریکا گیا اور گیا اور گیا مجاہدین کی زد میں ہے امریکا، گیا ابھی تباہ ہوا آپ کیا سمجھ رہے ہیں امریکا کو، امریکا سے بڑی طاقت کئی گنا بڑی طاقت رُوس کو اللہ تعالیٰ نے تباہ کردیا تو امریکا تو وہ گیا آج یا کل گیا اور اس پر کئی کئی خواب آرہے ہیں، نجومیوں کی خبریں، پرانے زمانے کی تحریرات جو ملی ہیں وہ اور پھر جو وہاں دھماکے اور حادثے ہورہے ہیں وہ خبریں ارے! امریکا تو گیا۔ وہ شعر تو میں نے انہیں سنایا نہیں پھر کبھی آئیں گے تو شعر بھی سنادوں گا۔

کل روس بکھرتے دیکھا تھا اب انڈیا ٹوٹتا دیکھیں گے
ہم برقِ جہاد کے شعلوں سے امریکا جلتا دیکھیں گے

ان شاء اللہ تعالیٰ وہ وقت دُور نہیں تو وہ سیٹھ صاحب کہنے لگے کہ امریکا چلا جائے گا تو ڈالر بھی چلے جائیں گے ارے دیکھیے! امریکا کا عشق اتنا کہ اگر امریکا رہے تو ہم بھی رہیں امریکا ہی گیا تو پھر ہم رہ کر کیا کریں گے۔ ارے واہ مسلمان! امریکا چلا گیا پھر ڈالر بھی چلے جائیں گے، چلیے قصہ ختم ہوا یعنی جب تجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے امریکا کی محبت کے لیے لہٰذا امریکا رہے گا تو تُو رہے اور ڈالر رہیں امریکا چلا گیا ڈالر چلے گئے تو تُو بھی مرجا کوئی بات نہیں امریکا کے عشق میں ان لوگوں کا یہ حال ہوگیا۔

جینا چاہوں تو کس بھروسے پر
زندگی ہو تو بردرِ محبوب

یہ کہتے ہیں کہ جینا چاہیں تو امریکا کے بھروسے پر، زندگی ہو تو امریکا کی چوکھٹ پر،

امریکا ہی چلا جائے تو اپنے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ پھر یہ زندہ رہ کر کیا کریں گے انہیں تو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی امریکا کے لیے کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر امریکا چلا گیا ڈالر چلے گئے تو پھر کیا ہوگا؟ ایک شخص نے ٹیلی فون پر مجھے بتایا کہ چند روز پہلے ایک جگہ پر کوئی شادی ہوئی تو انہوں نے مہر رکھا امریکی ڈالر میں وہ کہتے ہیں کہ میں کہنے لگا تھا کہ تم لوگوں نے امریکی ڈالر اس لیے رکھے ہیں کہ یہ امریکا تو کبھی ختم ہوگا ہی نہیں اور ڈالر کی قیمت بڑھتی ہی رہے گی اگر پاکستانی روپے رکھ لیے تو اس کی قدر گھٹتی رہے گی اس طرح نقصان ہوجائے گا۔ کہنے لگے کہ میں بولنا تو چاہتا تھا مگر پھر ہمت نہیں ہوئی، نہیں بولے۔ یہ کسی نے فون پر مجھے بتایا میں نے کہا ٹھیک ہے وہاں ایسے موقع پر بولنے کا کیا فائدہ جب ان کی عقل میں بات آتی ہی نہیں۔ غنیمت ہے کہ آپ کو یاد رہ گئی یہ بھی غنیمت ہے کہ آپ نے یہاں سے بات سنی اور یاد بھی رہ گئی۔

۴۲۔قرآن کے بارے میں دُعاء:

ہر نماز کے بعد یہ دُعاء مانگا کریں کہ یا اللہ! قرآن مجید کے تمام انوار و برکات عطا فرما، قرآن کو ہمارے لیے جہنم سے نجات کا ذریعہ بنا، یا اللہ قرآن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمایا، یا اللہ! اس نعمت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرما، یا اللہ! اسے قبر میں نور بنا، یا اللہ! جنت میں باعث ترقی درجات بنا، یا اللہ! قرآن کے بارے میں تیرے جتنے بھی وعدے اور بشارتیں ہیں ان سب کو پورا فرما، یا اللہ! قرآن میں جتنی عبرت کی باتیں ہیں ان سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما، جتنی محبت کی باتیں ہیں ان کے مطابق ہمارے دلوں میں محبت عطا فرما، جتنی عظمت کی باتیں ہیں ان کے مطابق ہمارے دلوں میں عظمت عطا فرما، جتنی تیری قدرت کی باتیں ہیں ان کے مطابق ہمارے دلوں میں اپنی قدرت غالبہ کا استحضار عطا فرما، ہمیں مجسمہ قرآن بنادے، مجسمہ قرآن کا مطلب یہ کہ ہماری پوری کی پوری زندگی قرآن کے مطابق بن جائے یہ سعادت عطا فرما۔

۴۳- اللہ کے دُشمن کے نقصان پر خوشی:

عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر کوئی جوں انگریز کی پتلون میں سوراخ کردے تو کتنا سا نقصان ہوگا فرماتے ہیں کہ ہمیں اس سے بھی خوشی ہوگی یہ تھے بڑے حضرات، اللہ کے دشمن کو ذرا سا بھی نقصان پہنچے ذرا سا بھی تو وہ کہتے تھے کہ یہ بھی اچھا کام ہوگیا۔

۴۴- اہل اللہ کی محبت کا حال:

ایک شخص آواز لگا کر سنگترے بیچ رہا تھا ''اچھے سنگترے، اچھے سنگترے'' ایک بزرگ کے کان میں آواز پڑی تو وہ بے ہوش ہوگئے کچھ دیر بعد ہوش میں آئے تو لوگوں نے پوچھا کہ کیا ہوگیا تھا؟ فرمایا کہ سنتے نہیں وہ آواز لگا رہا ہے ''اچھے سنگ ترے'' یہ معرفت کی بات سُن کر میں بے خود ہوگیا۔ سنگ کے معنی ''ساتھی'' یعنی اچھے ساتھی کے ساتھ تیر گئے، جس نے اچھی ساتھی کا ہاتھ پکڑا اس کا بیڑا پار ہوگیا۔ وہ اپنے سنگترے بیچ رہا ہے اور یہ اپنے خیال اور تصور میں مگن ہیں۔

ایک شخص ککڑی بیچ رہا تھا اور وہ آواز لگا رہا تھا کہ ''عشرۃ خیار بدرھم'' ایک درہم کی دس ککڑیاں، عربی میں ککڑی اور کھیرا دونوں کو خیار کہتے ہیں اور نیکیوں کو بھی عربی میں خیار کہتے ہیں اس طرح اس کے ایک معنی یہ بھی ہوئے کہ ''ایک درہم کی دس نیکیاں'' ایک بزرگ یہ سُن کر بھاگے بھاگے اس کے پاس پہنچے کہ ایک درہم کی دس نیکیاں تو بہت سستی ہیں لاؤ نکالو کدھر ہیں۔ وہ ککڑیاں بیچ رہا ہے اور انہیں اپنی آخرت کی پڑی ہے کہ دس نیکیاں مل جائیں۔

۴۵- انسان کا ایک مرض:

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں: اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝ انسان اپنے رب کا بہت

بڑا ناشکرا ہے بہت بڑا ناشکرا، ناشکرا کا مطلب کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں چھوڑتا اگر زبان سے کبھی الحمدللہ کہہ بھی لے والشکرللہ کہہ بھی لے اللہ تیرا شکر ہے زبان سے کبھی کہہ بھی لے مگر اصل شکر تو یہ ہے کہ منعم کی نافرمانی چھوڑے یہ نافرمانی نہیں چھوڑتا کیوں نہیں چھوڑتا اس لیے کہ اس میں مال کی محبت زیادہ ہے بہت زیادہ، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں: **وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝** اِنَّ لفظ تاکید ہے، لشدید پر لام تاکید ہے، جواب قسم ہے، جملہ اسمیہ ہے تو کئی تاکیدوں سے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اس میں مال کی محبت بہت زیادہ ہے۔

۴۶- اللہ کی محبت بڑھانے کا طریقہ:

کوئی وقت معین کر کے مثلاً رات کو سونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں، اللہ تعالیٰ کی حکمتیں، اللہ تعالیٰ کی مصلحتیں، اللہ تعالیٰ کی قدرتیں تھوڑی دیر کے لیے سوچا کریں اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت میں اضافہ ہوگا اور محبت بڑھے گی تو نافرمانیاں چھوٹیں گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۴۷- اللہ کا پسندیدہ اسلام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه (احمد، ترمذی، کتاب الزہد، ابن ماجہ)

”آدمی کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ لایعنی چیزوں کو چھوڑ دے۔“

اپنے اسلام کا امتحان کریں خود کو مسلمان تو سمجھتے ہیں مگر یہ اسلام اللہ کو قبول بھی ہے یا نہیں اس کا ایک تھرمامیٹر دے دیا تھرمامیٹر، امتحان کریں کہ آپ کا اسلام اللہ تعالیٰ کو پسند ہے یا نہیں قبول ہے یا نہیں اس کا معیار یہ ہے کہ مالایعنیہ سے بچیں، جس کام میں، جس کلام میں نہ دنیا کا فائدہ نہ آخرت کا فائدہ اس سے جو شخص بچتا ہے اس کا اسلام اللہ

تعالیٰ کے ہاں قبول ہے جو نہیں بچتا اس کا اسلام قبول نہیں اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ مکتوبات امام ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل ہے:

علامة اعراضه تعالیٰ عن العبد اشتغاله بمالا یعنیه.

’’اللہ تعالیٰ کے بندے سے اعراض کرنے کی علامت بندے کا لایعنی کاموں میں مشغول ہونا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ راضی ہے یا ناراض اس کا معیار بتا دیا کہ جو شخص لایعنی کام وکلام یعنی فضول کام یا فضول کلام میں مشغول ہوتا ہے یہ اس کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہے اور جو فضولیات ولغویات سے بچتا ہے یہ اس کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے۔ لغویات سے بچنے کی اتنی اہمیت ہے لیکن آج اکثر مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ بے کار باتوں کے بغیر ان کا وقت ہی نہیں گزرتا فضولیات اور لغویات ان کی غذا بن چکی ہیں۔

۴۸۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قصہ:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پہلے شوہر کا انتقال ہوا تو مجھے خیال ہوا کہ **انا للّٰہ وانا الیه راجعون** پڑھوں یہ نسخہ استعمال کروں اس میں یہ ہے کہ جو یہ نسخہ استعمال کرتا ہے اللہ تعالیٰ گی ہوئی نعمت سے زیادہ بہتر نعمت عطا فرما دیتے ہیں تو خیال ہوا کہ یہ نسخہ استعمال کروں مگر ذرا رکاوٹ پیدا ہوئی کہ میرے شوہر جیسا تو دنیا میں کوئی ہوگا ہی نہیں تو دوسرا شوہر کیسے ملے گا۔ صحابی تھے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے رہے غالباً یہ بھی ہے کہ جہاد میں شہید ہوئے اتنے بڑے درجات میں جب یہ پڑھوں گی تو یہ تو بشارت ہے کہ اس سے بہتر ملے گا تو اس سے بہتر کوئی ہے ہی نہیں تو پھر کیا فائدہ پڑھنے کا، کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دل میں یہ بات ڈالی کہ پڑھ تو لو بات سمجھ میں آئے نہ آئے پڑھ لو میں نے پڑھ لیا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

شادی فرمادی سبحان اللہ! کتنا پکا ایمان تھا یا اللہ! ہم سب کو ایسا پکا ایمان عطا فرما دے۔ یہ تو صرف پڑھنے سے ہے اور اگر سمجھ بھی لیا جائے: انا للہ۔ ہم سب اللہ کے ہیں، وہ مالک ہے، مالک اپنی مملوک چیزوں میں جو تصرف کرے تو کسی کو کیا حق ہے کہ اس میں وہ رنجیدہ ہو مالک جو چاہے کرے، دیا بھی اسی نے اور لے بھی وہی گیا، جس نے دیا تھا وہ لے گیا تو کیا نقصان ہوا کیا عجیب بات ہوگئی، جان بھی اسی نے دی تھی وہ لے گیا تو کیا عجیب بات کیا ہوگئی یہ سوچ کر صدمہ کم ہوگا۔ دوسری بات یہ کہ اتباع کی فکر پیدا ہوگی نافرمانیوں سے بچنے کی فکر پیدا ہوگی جب ہم اس کے ہیں تو اس کے بن کر دکھائیں اپنے اعمال کو دیکھیں احوال کو دیکھیں واقعۃً بنے یا نہیں بنے دوسرا جملہ فرمایا: **وانا الیہ راجعون.** ہم سب وہیں پہنچنے والے ہیں تو دنیا میں جو نقصان ہوگیا اس سے بہت بہتر وہاں ملے گا کسی دوست کا رشتے دار کا انتقال ہوگیا تو وہاں وطن آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس سے ملاقات ہوتی رہے گی دنیا میں کتنی بھی ملاقاتیں ہوجائیں پھر بھی آخر جدائی، آخر جدائی، آخر جدائی۔ وہاں ملاقات ہوگی تو ہمیشہ کے لیے اور بہتر حالات میں ہوگی اور پھر جدائی ہوگی ہی نہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مال کا نقصان ہوا تو وہاں بہت بہتر مال ملے گا۔ ایک تو یہ تسلی بھی ہوگئی کہ پہلے سے بہتر ملے گا دوسرا اس میں بھی یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جانے والے ہیں حساب وکتاب ہوگا اس دن کی سختی سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

۴۹۔ مجاہد سے خوش طبعی:

ایک بار مجلس میں خوش طبعی فرماتے ہوئے ایک مجاہد سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ارے مجاہدا، حدید اللہ! "ستڑے مہ شے" چلیے اس کی زیارت کریں یہ مجاہد ہے۔ زیارت اس نیت سے کریں کہ اللہ تعالیٰ مجاہد کی زیارت سے دلوں میں ایمان کی قوت پیدا فرمادیں اور ان مجاہد کا نام بھی دیکھیے کیا ہے حدید اللہ "اللہ کا لوہا" بالکل نیا نام سنا ہے، میرے

خیال میں انہوں نے یہ نام خود ہی رکھ لیا ہوگا مجاہدین اپنے نام خود ہی رکھ لیتے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ اُردو نہیں سمجھتے کوئی ان کا ہم زبان پوچھے کہ یہ نام خود رکھا ہے یا والدین نے رکھا ہے (مجاہد نے بتایا کہ دادا نے رکھا ہے۔ یہ سُن کر حضرت اقدس نے فرمایا) ارے واہ! جس کا پوتا ایسا ہے تو دادا کیسا ہوگا سبحان اللہ! دادا کا نام کیا ہے چہل میلہ؟

۵۰-مولوی اپنی شان بنا کر رکھیں:

میں یہاں علماء سے کہتا ہوں کہ کرتے میں جیبیں بڑی بڑی لگائیں اور ان میں ردی کاغذ بھرے رکھیں بہت زیادہ تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ مولوی صاحب کے پاس پیسا بہت ہے مگر ایک دو روپے جو پاس ہوں انہیں ان کاغذوں میں نہ رکھیں وہ الگ سے رکھیں تاکہ اگر کوئی اُڑانے والا ہو تو وہ ردی کاغذ ہی لے کر بھاگے آپ کے ایک دو روپے تو بچے رہیں گے۔ دنیادار لوگوں پر رعب بھی رہے گا کہ مولوی کے پاس بہت پیسا ہے۔ ایک راجپوت تھے، پیسا ان کے پاس تھا نہیں لیکن راجپوت جو ٹھہرے وہ اپنی شان بنانے کے لیے یہ کرتے کہ جہاں کہیں مجلس میں جانا ہوتا تو اپنی بڑی بڑی مونچھوں کو خوب تیل ویل لگا کر اور انہیں چڑھا کر جاتے تھے، ایک بار جلدی میں کہیں مجلس میں جانا پڑا تو چراغ میں سرسوں کا تیل تھا اسی کو ہاتھ میں لگا کر مونچھوں کو لگا لیا چراغ میں جو روئی کی بتی تھی وہ بھی ساتھ آگئی اور مونچھوں میں اٹک گئی چونکہ مونچھیں بہت بڑی بڑی تھیں اس لیے انہیں پتا نہیں چلا مجلس میں پہنچ گئے اور بیٹھ گئے رئیس بن کر کسی نے مونچھوں پر بتی اٹکی ہوئی دیکھ کر پوچھا رئیس یہ کیا ہے تو جیسے سویاں منہ میں ڈالنے کے بعد کچھ منہ سے گرنے لگیں تو شف کی آواز کے ساتھ ان سویوں کو منہ میں کھینچ لیتے ہیں اس نے اسی طرح کر کے اس بتی کو نگل لیا اور کہنے لگا کہ سویاں ہیں۔ اس طرح اس راجپوت نے اپنی شان قائم رکھی۔ راجپوت اپنی دنیوی شان بنانے کے لیے ایسے بہانے کر لیتا ہے تو مولوی اپنی آخرت اور اپنے مقام کی شان رکھنے کے لیے ایسی بناوٹی باتیں کر لیا کرے

تاکہ لوگوں پر رُعب رہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قصہ ہے غالباً آپ نے نائی کو بلایا وہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف آ رہا تھا اتنے میں کسی رئیس نے اسے بلالیا، نائی نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں سمجھا کہ یہ بے چارہ مُلا کیا دے گا وہ رئیس کے پاس پہلے چلا گیا کہ یہاں سے زیادہ پیسے ملیں گے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ وہاں دیکھتے رہے کہ رئیس کتنے پیسے دیتا ہے، اس کے بعد جب نائی امام صاحب کی حجامت بنانے آیا تو آپ نے اس سے دُگنا دیا اسے جتا دیا کہ یہ مولوی خالی نہیں ذرا سمجھ کر تیری عقل کا خانہ خالی ہے مولوی خالی نہیں۔ سو دین دار لوگ ایسے تصنع کر کے ظاہر کیا کریں کہ ہمارے پاس بہت ہے اور بہت تو ہے ہی، دین دار شخص کے پاس اگر کچھ بھی نہ ہو تو بھی بہت کچھ ہے کیونکہ دین کے مقابلے میں تو ایسی ہزاروں دنیا پیدا کر دی جائیں تو اس کی جوتی کی خاک کے برابر بھی نہیں۔

۵۱- پورا قرآن عجیب ہے:

ایک قاری صاحب کے پیچھے چند نمازیں پڑھیں، ایسے لگ رہا تھا کہ جس نماز میں بھی تلاوت کر رہے ہیں تو پہلے سے سوچ کر رکھتے ہیں کہ کوئی عجیب مضمون ہو تین چار دن ایسے ہی گزر گئے بعد میں خیال آیا کہ قرآن تو سارا ہی عجیب ہے میرا یہ سمجھنا غلط ہے کہ قاری صاحب کہیں سے منتخب کر کے لاتے ہیں قرآن تو سارا ہی منتخب ہے جہاں سے بھی ہو جہاں سے بھی پڑھیں ؎

زفرق تابقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

”سر سے پاؤں تک جس چیز پر بھی نگاہ ڈالتا ہوں، اس کی دل آویزی میرا دل اپنی طرف اس طرح کھینچتی ہے کہ گویا یہی جگہ قابل دید ہے۔“

اول سے آخر تک پورے کا پورا قرآن اس کا ایک ایک لفظ عجیب سے عجیب تر، عجیب سے عجیب تر، عجیب سے عجیب تر۔

۵۲-آج کے مسلمان کے خوف کا عالم:

ایک بار میں بحری جہاز میں سفر کر رہا تھا جہاز پر حفاظتی جیکٹیں لٹکی ہوئی تھیں کہ اگر کہیں جہاز ڈوبنے لگے تو اسے پہن لیں، میں اسے پہن کر دیکھ رہا تھا کہ اسے کیسے استعمال کیا جاتا ہے ارے! حاجیوں کا جہاز تھا حج پر جا رہے تھے سارے حاجیوں کی چیخیں نکل گئیں کہ مولانا! کیا کر رہے ہیں جہاز ڈوب جائے گا، ارے اللہ کے بندے! اسے اُتار دو ورنہ ابھی ڈوبے تو میں انہیں سمجھانے لگا کہ اللہ کے بندو! جہاز کی کمپنی نے یہ رکھی کس لیے ہیں اسی لیے تو رکھی ہیں کہ خدانخواستہ کہیں کوئی حادثہ پیش آجائے تو آپ کو اسے استعمال کرنا آتا ہو اگر آپ پہلے سے اسے استعمال کرنا جانتے ہی نہیں تو موقع پر کیا استعمال کریں گے یہ تو اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری ہے اسے استعمال کرنے کا طریقہ سیکھیں آگے دُعاء یہ رہے کہ اللہ تعالیٰ امن وعافیت کے ساتھ لے جائے وہ تو بچاؤ کا ایک طریقہ ہے اسے سیکھ لو تو وہ حاجی لوگ حج کرنے جا رہے ہیں حج جو عشق کا سب سے اونچا مقام ہے وہ خوف کے مارے چیخ اُٹھے تو آج کے مسلمان میں جو بڑے سے بڑا عاشق ہے اس کے خوف کا یہ عالم ہے معلوم نہیں سب نے دھوتیاں دھوئی ہوں گی۔

۵۳-کم سن بچے کا جذبۂ جہاد:

ایک بچے کی عمر چھ سال ہے، وہ آدھی رات میں اپنے بستر سے اُٹھا اور اپنے کپڑے ایک تھیلے میں رکھے، ان کے والد جاگ رہے تھے مگر یہ معلوم کرنے کے لیے لیٹے رہے کہ یہ بچہ کیا کرتا ہے وہ بچہ یہی سمجھتا رہا کہ سو رہے ہیں پھر اس بچے نے آہستہ سے دروازے کی کنڈی کھولی اور گھر سے باہر نکل گیا تو بھی والد نے نہیں روکا اسی لیے کہ دیکھیں کدھر جاتا ہے پھر والد بھی باہر نکل گئے کچھ دور تو اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہے پھر

اسے جا کر پکڑا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ اس بچے نے کہا کہ افغانستان جا رہا ہوں جہاد کے لیے۔ والد نے پوچھا کہ ایسے کیسے جاؤ گے؟ اس نے کہا کہ بس والے سے کہوں گا وہ مجھے وہاں چھوڑ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس زمانے میں ایسے بچے ہیں اللہ تعالیٰ یہ جذبہ بڑوں میں بھی عطا فرما دیں۔

۵۴- حضرت اقدس کا جذبۂ جہاد:

ایک بار مجلس وعظ کے دوران بجلی چلے جانے کے بعد بہت جلدی واپس آ گئی تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ اللہ کرے اتنی ہی جلدی امریکا فتح ہو جائے۔

۵۵- مال و منصب برا نہیں:

دنیا کے دو شعبے ہیں ایک جاہ کی محبت دوسرے مال کی محبت، جاہ کا مطلب بڑا بننے کی خواہش ہے ہم بڑے بنے رہیں، سب لوگ ہماری تعظیم کریں۔ کوئی منصب یا مال بری چیز نہیں بلکہ منصب اور مال کی خواہش اور ہوس بری چیز ہے، بغیر خواہش کے بغیر ہوس کے اللہ تعالیٰ کسی کو منصب عطا فرما دیں کسی کو مال عطا فرما دیں تو وہ بری چیز نہیں وہ تو اچھی چیزیں ہیں نعمتیں ہیں ان سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت میں ترقی کا کام لے، اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت میں ان نعمتوں کو خرچ کرے، منصب ہوگا تو دین کی اشاعت زیادہ کر سکے گا مال ہوگا تو خیر کے کاموں میں خوب خوب خرچ کرے گا اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نعم المال الصالح للرجل الصالح (مسند احمد)

اچھا مال صالح شخص کے لیے بہت اچھی چیز ہے اسے اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت و محبت کا ذریعہ بنائے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی تقویت کا ذریعہ بنائے۔ ایسے ہی منصب کے بارے میں ہے، اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو مرعوب رکھنے کے لیے جتنی قوت بھی ہو سکے جمع کرو تو اس قوت میں منصب بھی داخل ہے، اس

قوت میں مال بھی داخل ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جیسا منصب اور مال نہ کسی کو ملا نہ قیامت تک کسی کو ملے گا اتنی بڑی حکومت اور اللہ تعالیٰ سے خود مانگ کر لی:

وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ (۳۸-۳۵)

یا اللہ! مجھے ایسی بادشاہت دے کہ قیامت تک کسی کو ایسی بادشاہت نہ ملے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں انسانوں پر، جنات پر، حیوانات پر، پرندوں پر، حشرات الارض پر، ہوا پر ہر چیز پر حکومت دی۔ ان کا مال و منصب کا طلب کرنا سب اللہ تعالیٰ کے دین کی تقویت کے لیے تھا۔

۵۶- تلاوت سے قبل تعوذ اور تسمیہ:

قرآن مجید کی تلاوت کی دو قسمیں ہیں، ایک تو یہ کہ تلاوت قرآن مقصود ہو اس میں تو اعوذ باللہ بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے، اعوذ باللہ کی تاکید زیادہ ہے بسم اللہ کی نسبۃً کم اور اگر تلاوت قرآن مقصود نہ تو کسی مدعیٰ پر دلیل کے طور پر کوئی مسئلہ ثابت کرنے کے لیے قرآن مجید کی آیت یا کئی آیتیں پڑھ جائیں تو وہاں تلاوت مقصود نہیں ہوتی اس لیے ان سے پہلے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا مسنون نہیں اگر پڑھ لے تو کچھ حرج بھی نہیں اور اکثر معمول تو یہی ہے کہ نہیں پڑھی جاتی۔ **کالامام البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ والمحدثین وسائر الفقہاء والعلماء رحمھم اللہ تعالیٰ.**

۵۷- سیکنڈ بھی تولے جاتے ہیں:

آج میں بغیر پگڑی کے صرف ٹوپی کے ساتھ آ گیا ہوں اس لیے کہ دیر ہو رہی تھی شاید کسی کو خیال ہو کہ مجھے پگڑی باندھنے میں بہت وقت لگتا ہے اس لیے وضاحت کر رہا ہوں کہ پگڑی تو باندھ لیتا ہوں چند سیکنڈ میں اس کام میں زیادہ وقت صرف نہیں ہوتا، اصل بات یہ ہے کہ یہاں بحمد اللہ تعالیٰ سیکنڈ بھی وزن کیے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے نظم اوقات کے اہتمام کی قدر و قیمت اتنی عطا فرمائی ہے کہ سیکنڈ کا بھی وزن کیا جاتا ہے۔

جب میں کمرے سے نکلتا ہوں تو اس کے سیکنڈ متعین ہیں، ایک سیکنڈ بھی آگے پیچھے نہ ہو تو جو کمرے سے نکلنے کا وقت تھا وہ پورا ہو چکا تھا اگر اس کے بعد دو تین سیکنڈ بھی زیادہ ہو جاتے تو وہ بات نظم کے خلاف ہو جاتی۔ کسی کو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ بظاہر تو یہ ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے آخر اس میں وضاحت کی کیا ضرورت تھی تو سنیے میرے ہاں ایک باب ہے اس کا نام ہے ''باب تصحیح العلم'' یعنی کوئی چیز بھی کسی کے ذہن میں خلاف واقع نہ رہے، واقعہ کے مطابق جو کچھ ہے وہ رہے اس کے خلاف کوئی بات کسی کے علم میں نہ آئے اس لیے میں نے اس کی وضاحت کر دی۔

۵۸- کس کا زمانہ؟

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں ہارون الرشید رحمہ اللہ تعالیٰ گزرے ہیں، میں جو الفاظ کہا کرتا ہوں تو شاید کوئی اللہ کا بندہ سمجھ جائے کہ میں نے یہ الفاظ ایسے کیوں کہے ہیں، لوگ تو یوں کہیں گے ہارون الرشید رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ گزرے ہیں، لوگ تو ایسے ہی کہیں گے نا؟ ہارون الرشید پوری دنیا کے بادشاہ تھے تو عام طور پر تو یہی کہا جاتا ہے کہ فلاں بادشاہ کے زمانے میں فلاں گزرا ہے اور میں اُلٹا کہہ رہا ہوں کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں ہارون الرشید رحمہ اللہ تعالیٰ گزرے ہیں۔ وہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا زمانہ تھا یا ہارون الرشید رحمہ اللہ تعالیٰ کا زمانہ یہ جاننے کے لیے انوار الرشید میں ''جاریہ مالک'' کے عنوان سے ایک قصہ ہے اسے پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ وہ کس کا زمانہ تھا۔

۵۹- اصطلاحات شرعیہ کے استعمال میں مشکل:

بے دینی اور قلوب کے فسادات کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ جو اصل میں اصطلاحات شرعیہ تھیں ان کی وقعت اور عظمت دلوں سے نکل گئی ہے اور جو انگریزوں کی ان کے پٹھوؤں کی اصطلاحات ہیں ان کی دلوں میں عظمت ہے۔ آج حال یہ ہے کہ اگر گورنر

کہیں تو سمجھتے ہیں کہ بہت بڑا آدمی ہے والی کہیں تو سمجھتے ہی نہیں کہ یہ بھی کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ طالبان کی حکومت کو پوری دنیا پر قائم فرمادیں، دیکھیے وہاں جتنی اصطلاحات ہیں وہ اصطلاحات شرعیہ ہیں وہاں گورنر کو والی کہتے ہیں اور نہ تو گورنر صاحب پر کوئی پہرہ نہ کوئی حشم نہ خدم کچھ بھی نہیں سیدھے سادے آدمی ہیں۔ یہاں کا کوئی شخص چھوٹا سا حاکم بن جائے تو وہ آدمیوں سے نکل جاتا ہے اس کی ہیئت کچھ دوسری بن جاتی ہے افغانستان میں تو خواہ کوئی کتنے ہی بڑے منصب پر فائز ہو جائے وہ آدمی ہی رہتا ہے حتیٰ کہ ملا عمر جو امیر المؤمنین ہیں وہ بھی آدمی ہیں۔

آج کل تو کسی کو قاضی کہیں تو سمجھتے ہیں کہ یہ نکاح پڑھانے والا مُلا ہے پیسے لے کر نکاح پڑھاتا ہے اور اصطلاح شرعیہ میں قاضی کہا جاتا ہے جج کو اور سپریم کورٹ کے سب سے بڑے جج کو کہتے ہیں ''قاضی القضاۃ'' یہ سب قاضیوں سب ججوں سے اوپر کا جج ہے۔ ہماری تحریروں میں ایک بڑی مشکل یہ پیش آرہی ہے کہ اگر ہم ان دنیوی مناصب کے بارے میں اصطلاحات شرعیہ لکھتے ہیں تو لوگ سمجھیں گے نہیں گورنر کو والی کہہ دیا تو سمجھیں گے کہ یہ ایسے ہی والی ہے جیسے لوگ کرتے رہتے ہیں کالی والی، پیلی والی اور ادھر والی اور اُدھر والی۔ آج کل کی اُردو جو ہے وہ چوں چوں کا مربہ ہے کوئی لفظ اُردو والوں کا صحیح نہیں رہا کالی کہنا کافی نہیں اس کے ساتھ والی لگاتے ہیں کالی والی اور پیلی والی ہر ایک کے ساتھ والی لگاتے چلے جاتے ہیں زبان ہی بگاڑ کر رکھ دی لوگوں نے اگر ہم گورنر لکھتے ہیں تو وہ اصطلاحات شرعیہ کے خلاف ہے وہ تو انگریزوں کی اصطلاح ہے اللہ کے دشمن، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمن، اللہ کے دین کے دُشمن، مسلمانوں کے دُشمن ان کی اصطلاح ہے گورنر، یہ بڑی مشکل پیش آرہی ہے کہ کیا کہیں مجبوراً لوگوں کو سمجھانے کی خاطر گورنر کہنا پڑتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ طالبان کو استقامت اور نصرت عطا فرمادیں تو یہ مشکل خود ہی ان شاء اللہ تعالیٰ دور ہو جائے گی لوگوں کو پتا چل جائے گا کہ والی کون ہوتا ہے، قاضی کون ہوتا ہے۔

۶۰-رحمت حق:

فقہ کی کتابوں میں ایک قصہ ہے، پہلے یہاں ایک تنبیہ کردوں، علماء یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے فقیہ تھے بہت بڑے فقیہ لیکن ان کی توجہ ادھر نہیں جاتی کہ وہ رئیس الاولیاء بھی تھے، رئیس الاولیاء سلطان الاولیاء حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، یہ جو قصہ بتاؤں گا یہ خود دلیل ہے کہ وہ رئیس الاولیاء تھے۔ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ مجھ پر درود شریف پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے؟ اتنا بڑا گناہ ہو گیا ایسے کرنے سے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر درود سہواً کیوں پڑھا جائے وہ تو قصداً پڑھنا چاہیے اور قصداً وہاں پڑھا جائے جہاں آپ کا حکم ہوگا آپ نے نماز کے قعدہ اولیٰ میں درود پڑھنے سے روک دیا اس کے باوجود کوئی درود پڑھتا ہے تو یہ بات آپ کے حکم کے خلاف ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جواب پر بہت خوش۔ بات تو حالانکہ بہت کھلی تھی بہت واضح تھی اس کے باوجود زیارت ہوگئی۔ اپنے مقرب بندوں کے لیے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروانے کے بہانے اللہ تعالیٰ پیدا فرما دیتے ہیں کچھ نہ کچھ بہانہ چاہیے۔

رحمت حق بہانہ می جوید
رحمت حق بہا نمی جوید

”اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے، اللہ کی رحمت زیادہ کا مطالبہ نہیں کرتی۔“

۶۱-مصافحہ ومعانقہ:

عید کی نماز کے بعد متصل وہیں بیٹھے بیٹھے سلام پھیرتے ہی مصافحہ شروع کر دینا بدعت ہے البتہ خطبہ سننے کے بعد جب وہاں سے اُٹھے وہ لوگ نہیں جو بالکل ساتھ

ساتھ تھے بلکہ وہ لوگ جو ذرا دور دور تھے اور نماز سے پہلے ان سے ملاقات نہیں ہوئی تھی اب اول لقاء یعنی پہلی پہلی ملاقات وہاں ہو رہی ہے بڑا اجتماع ہوتا ہے دور دور سے لوگ آجاتے ہیں تو مصافحہ کا موقع موجود ہے اول لقاء ہوئی تو مصافحہ کرلیا اس میں کوئی حرج نہیں اس لیے کہ اس کا تعلق نماز سے نہیں بلکہ اس کا تعلق ملاقات سے ہے پہلے ملاقات نہیں ہوئی اب ہوئی ہے مصافحہ کریں مگر معانقہ نہ کریں اس لیے کہ معانقہ کے بارے میں لوگوں کا یہ خیال ہے کہ عید کے دن معانقہ کرنا سنت یا مستحب ہے۔ جیسے مصافحہ کا تعلق ملاقات سے ہے ایسے ہی معانقہ کا تعلق بھی ملاقات سے ہے لیکن اگر عیدگاہ میں کریں گے تو آپ کی نیت اگرچہ خالص ہو مگر جس سے آپ نے معانقہ کیا وہ بھی اور دوسرے دیکھنے والے بھی یہی سمجھیں گے کہ عید کا معانقہ کر رہے ہیں لوگ ایسے سمجھتے ہیں نا کہ عید کا معانقہ ہے؟ تو لوگ اس کا جوڑ لگائیں گے عید کی نماز کے ساتھ کیونکہ عید کی نماز کے بعد لوگ اسے مسنون سمجھتے ہیں حالانکہ وہ مسنون نہیں اس لیے کسی سے معانقہ نہ کریں۔ البتہ ایک بات ہے کہ عیدگاہ سے نکلنے کے بعد خواہ عید کی نماز سے پہلے یا عید کی نماز کے بعد، عیدگاہ میں جانے سے پہلے یا عیدگاہ سے نکلنے کے بعد آپ کا کوئی رشتہ دار یا دوست مل گیا تو ہمیشہ تو ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے تھے اس دن عید کی خوشی ظاہر کرنے کے لیے معانقہ کرلیا تو کچھ حرج نہیں مگر شرط یہی ہے کہ ملاقات یا رخصت کے وقت کیا جائے محض عید کی وجہ سے نہ کیا جائے، الغرض مصافحہ کے مواقع مسنونہ میں مصافحہ کی بجائے معانقہ بھی کرلیا جائے تو وہ جائز ہے۔ البتہ ایک بات ضرور خیال میں رہے کہ معانقہ کا جو دستور ہے اس میں کئی فسادات ہیں، معانقہ عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں گردن سے گردن ملانا۔ سعودی لوگ جب آپس میں معانقہ کرتے ہیں تو صرف گردن سے گردن ملاتے ہیں پورا جسم الگ رہتا ہے۔ معانقہ کے معنی گردن سے گردن ملانا زیادہ سے زیادہ قریب ہوگئے تو چلیے کندھے کچھ مل گئے مگر جب کندھے ملا لیے تو پھر یہ معانقہ نہیں رہا بلکہ اسے عربی میں مناکبہ کہیں گے، لوگ اس سے بھی بڑھ کر سینہ بھی ملا

لیتے ہیں اسے کہا جاتا ہے مصادرہ پھر پیٹ بھی ملا لیتے ہیں تو اسے کہنا چاہیے مباطنہ پھر آگے نچلا دھڑ بھی ملاتے ہیں مذاکرہ مفارجہ وغیرہ سارا کچھ کر لیتے ہیں، یہ ہیں آج کل کے مسلمان معلوم نہیں ان کی عقل کہاں گئی! اس لیے تنبیہ کر رہا ہوں کہ جب کبھی کسی سے معانقہ کریں تو صرف گردن ملائیں زیادہ سے زیادہ کندھے مل جائیں تو چلیے چونکہ وہ گردن کے قریب ہیں ملانا مقصود نہیں تھا مل گئے اس سے آگے کچھ نہ ملائیں۔ سینہ ملانا خلافِ سنت ہے اور پھر پیٹ بھی ملا دینا پھر نچلا دھڑ بھی سارے کا سارا ملا کر ایک دوسرے سے پیوست ہو جانا اس میں سنت کے خلاف ہونے کا گناہ تو الگ رہا، بہت بڑے بڑے فسادات ہیں تفصیل دیکھنا چاہیں تو اس پر میرا مستقل رسالہ ”مصافحہ و معانقہ“ جو احسن الفتاویٰ کی آٹھویں جلد میں چھپ چکا ہے۔

۶۲- احسن الفتاویٰ کی وجہ تسمیہ:

کسی نے عرض کیا کہ یہاں کے ایک مفتی صاحب سے بندہ نے احسن الفتاویٰ کی وجہ تسمیہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ شاید بابا انجم احسن رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہے لیکن انہیں یقینی بات یاد نہیں تھی۔ بندہ نے عرض کیا کہ ایک اور وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ یہ دارالافتاء سے لکھے گئے تمام فتاویٰ کا مجموعہ نہیں بلکہ ان میں سے جو احسن سمجھے گئے ہیں ان کا مجموعہ ہے۔ اگر صحیح وجہ ارشاد فرمائی جائے تو تردد رفع ہوگا۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ ”یہ دو مشایخ کی طرف نسبت ہے ایک حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے حضرت مفتی محمد حسن رحمہ اللہ تعالیٰ۔“

۶۳- امریکا کی تباہی کی تمنا:

فرمایا کہ میری یہ دُعاء کئی سالوں سے آپ لوگ سنتے چلے آرہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میری حیات میں امریکا کی تباہی مجھے دکھا دیں سو میرے اللہ میری تمنا پوری فرما رہے ہیں:

وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ

یَحۡتَسِبُوۡا (۵۹-۲)

''وہ لوگ یہ گمان کر رہے تھے کہ ان کے قلعے ان کو اللہ کے ہاتھ سے بچالیں گے پھر ان پر اللہ ایسی جگہ سے پہنچا جہاں سے ان کو گمان نہیں تھا۔''

۶۴- باطل نظریات کی تردید کا غلط طریقہ:

کسی نے عرض کیا کہ اصلاح عقائد اور باطل نظریات کی تردید کی غرض سے ۹ یا ۱۰ محرم کو شہادت کانفرنس اور ۱۲ ربیع الاول کو سیرۃ النبی کے عنوان سے جلسے کرنا کیا ہے؟ جبکہ آج کل اکثر دیوبندی ان مخصوص ایام اور تاریخوں میں اجتماعات کرتے ہیں حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ یہ طریقہ صحیح نہیں آج کل دیوبندی درحقیقت دیوبندی ہیں ہی نہیں۔

۶۵- مسجد کی جماعت چھوڑ کر تراویح پڑھنا:

کسی نے عرض کیا کہ کیا اس مسئلہ کی نسبت حضرت اقدس کی طرف درست ہے کہ حفاظ کا مسجد کی جماعت چھوڑ کر الگ سے تراویح پڑھنا اور اس میں ختم قرآن اگرچہ جائز تو ہے تاہم مناسب نہیں ''شبینہ'' اور ''چند روزہ ختم'' میں جو قبائح ہیں وہ کچھ کچھ اس میں بھی پائے جاتے ہیں۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ مسجد میں تراویح پڑھیں اور قرآن نوافل میں سنائیں۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ درست ہے۔

۶۶- آسانی سے شادی کرنے کا نسخہ:

عرض حال: حضرت اقدس میرا رشتہ ایک جگہ طے ہو گیا ہے دو ماہ بعد شادی ہے لیکن ابھی تک تیاری کچھ بھی نہیں کی والدہ بہت پریشان ہیں ان کی راتوں کی نیند اُڑ گئی ہے مجھے بہت برا بھلا کہتی ہیں میں نے کچھ کوشش بھی کی ہے کہ کہیں سے رقم کا بندوبست ہو جائے مگر کامیاب نہیں ہوا میں نے ارادہ کیا ہے کہ کسی سے قرض نہیں لوں گا۔ حضرت اقدس سے استدعا ہے کہ کوئی نسخہ تجویز فرمائیں۔

ارشاد: شادی کے لیے ایک پیسے کی بھی ضرورت نہیں، قرض بالکل نہ لیں، پریشان بھی نہ ہوں، اگر کوئی ایسے ہی بغیر پیسے کے مل جائے تو ٹھیک ورنہ کہہ دیں کہ جاؤ جہاں سے پیسا ملتا ہے وہیں جاؤ۔

۶۷-ثواب کی حرص:

فرمایا: ایک مولوی صاحب کو آیندہ سال حج کرانے کا طے کر چکا ہوں مگر اس کی اطلاع بروقت کرنے کا خیال تھا لیکن پھر سوچا کہ ہوسکتا ہے پہلے ہی وطن سے بلاوا آجائے اس لیے ابھی مطلع کر دیا تاکہ ثواب سے محرومی نہ رہے۔

۶۸-صدقۂ جاریہ کا تقاضا:

فرمایا کہ ہر انسان کو شرعاً عقلاً طبعاً یہ تقاضا ہوتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد بطور صدقہ جاریہ کوئی کام کرنے والا ہو مجھے بھی مدت سے خیال ہے ایسی استعداد کے کچھ لوگ یہاں آئے بھی مگر میں نے کبھی کسی سے زبان سے نہیں کہا اس میں غیرت معلوم ہوتی ہے، کام تو اللہ تعالیٰ کا ہے، اگر انہیں منظور ہوگا تو ایسے لوگ پیدا فرما دیں گے اور اگر انہیں منظور نہیں ہوا تو میں لاکھ کہتا رہوں گا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

۶۹-بعض مدارس میں منکرات کا سبب:

فرمایا کہ جو مولوی مدرسہ کو اپنی ذاتی جائیداد سمجھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے ورنہ اگر اللہ تعالیٰ کا مدرسہ سمجھتا تو کبھی مالک کی نافرمانی کی جرأت نہ ہوتی۔

۷۰-مال وقف میں احتیاط:

ایک رات اچانک حضرت اقدس کو شکر کی ضرورت پڑی، ایک مولوی صاحب نے دارالافتاء کی شکر دو پیالی ناپ کر پہنچادی۔ حضرت اقدس کو جب اس کا علم ہوا تو سب کو

جمع کر کے فرمایا کہ افسوس! دار الافتاء میں ایسے کام بے سوچے سمجھے ہونے لگے۔ پہلی بات تو یہ کہ وزنی چیز کا استقراض کیلئے جائز نہیں، شکر وزنی ہے۔ دوسری بات یہ کہ اناء معین سے استقراض بھی جائز نہیں، ہوسکتا ہے وہ برتن گم ہو جائے پھر جھگڑا ہو۔ پھر حضرت اقدس نے ان مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ کو ان مسائل کا خیال نہیں آیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! میں نے وہ شکر بیعاً لی تھی اور دو پیالیوں کا عدد ایسے ہی سہولت کے لیے تھا اور میں نے ایک مولوی صاحب کو رقم ادا کرنے کی تاکید کر دی تھی۔

۷۱- بحر معرفت میں دخول کی شرط اول:

ایک مولانا صاحب نے خواب بیان کیا کہ ایک بہت بڑا سمندر ہے جس کا پانی بہت ہی صاف شفاف ہے اس میں بہت بڑی بڑی رنگ برنگی مچھلیاں موجود ہیں مجھے ان سے ڈر لگ رہا ہے، کنارے پر ایک شامی عربی عالم ایک کپڑے کو دھوبیوں کی طرح پتھر پر لگا رہے ہیں اور کہتے جا رہے ہیں لا عجب، لا عجب، لا عجب۔

حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ یہ دریا بحر معرفت ہے اس میں دُخول کے لیے شرط اول عجب و کبر سے طہارت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کے لیے دُعاء فرمائی: **اللھم بارک فی شامنا.** شامی عالم کی تخصیص تبرکاً ہے، دھوبی کی طرح کپڑا لگانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ کوئی گھٹیا کام کرنا چاہیے جو بظاہر منصب کے خلاف ہو اس سے عجب کا علاج ہوتا ہے، دریا میں مچھلیاں سلسلہ کے اکابر ہیں، آپ کو خوف نو وارد ہونے کی وجہ سے ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو معرفت نصیب فرمائیں۔

۷۲- سلام کا جواب دینے میں مصلحت:

فرمایا کہ خط میں سلام پڑھ کر اسی وقت جواب دینے میں مصلحت واجب سے سبکدوشی ہے کیونکہ بعض خطوط جواب طلب نہیں ہوتے اور ہوسکتا ہے کہ موت آجائے تو سلام کا جواب دینا واجب تھا جو ذمہ رہ گیا۔

۷۳- اپنا محاسبہ:

ایک مرتبہ صبح جہاد کی مشق کو جاتے ہوئے حضرت اقدس نے اپنے خادم خاص پر مزاحیہ فقرہ چست کردیا بعد میں حضرت اقدس کو احساس ہوا کہ شاید کچھ حد سے تجاوز ہوگیا ہے، دوسرے دن صبح گاڑی جب اسی جگہ پہنچی تو ارشاد فرمایا کہ کل کے مزاح میں ایک بات میں حد سے تجاوز کا کچھ احساس ہوا تو اسی وقت سے استغفار جاری ہے اور کوئی گھنٹا بھی استغفار سے خالی نہیں گزرا۔

۷۴- چھوٹوں سے اظہارِ شفقت ومحبت:

ایک مولوی صاحب تراویح میں حضرت اقدس کے ساتھ نماز پڑھتے تھے ایک روز ساتھ نظر نہ آئے تو فرائض کے بعد دریافت فرمایا کہ وہ کہاں گئے؟ عرض کیا گیا کہ بیمار ہیں اور پچھلی صفوں میں ہیں۔ فرمایا انہیں بلاؤ۔ جب وہ حاضر ہوئے تو حضرت اقدس نے ان سے خیریت دریافت فرمائی اور فرمایا کہ میں ابھی آپ کے لیے گھر سے دوا لاتا ہوں چنانچہ تراویح کو موقوف کیا گیا۔ اس سے حضرت اقدس کا ایثار، ہمدردی، چھوٹوں کی خبر گیری اور ان سے اظہارِ محبت، سنت عیادت پر عمل واضح ہوتا ہے۔ ان مولوی صاحب پر حضرت اقدس کے اظہارِ شفقت ومحبت کا ایسا اثر ہوا کہ سارا مرض کافور ہوگیا تعمیلاً دوا استعمال کی۔

۷۵- دوسروں کی راحت کا خیال:

فرمایا کہ فلاں کے ذریعہ کاتب صاحب کو یہ پیغام دیں پھر فرمایا کہ یہ کام تو یہاں فون کے ذریعہ بھی ہوسکتا ہے بلاضرورت دوسروں سے کام نہیں لینا چاہیے دوسروں کی راحت کا خیال رکھنا چاہیے۔

۷۶- دوسروں کو اذیت سے بچانے کا اہتمام:

حضرت اقدس کے کمرے میں بیسن لگا ہوا ہے جس کا پانی نیچے کیاری میں آتا ہے،

فرمایا کہ میں اس بیسن میں کبھی ناک صاف نہیں کرتا اور نہ ہی تھوکتا ہوں تاکہ لزوجت کیاری میں نہ آئے اور دوسروں کو اذیت نہ ہو۔

۷۷- فضول گوئی کی سزا:

حضرت اقدس کی خدمت میں نگران نے پرچہ لکھ کر دیا کہ تین مولوی صاحبان مہمان خانے میں کافی دیر تک فضول باتیں کرتے رہے۔ حضرت اقدس نے مسجد میں تراویح کے بعد ان تینوں کو تنبیہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ مرغا بنو چنانچہ وہ ایک منٹ تک مرغا بنے رہے۔

۷۸- وقت پر کام نہ کرنے کی سزا:

حضرت اقدس نے ایک مولانا صاحب کے ذمہ کوئی کام لگایا تھا مگر انہوں نے وقت پر نہیں کیا تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ ابھی جاؤ اور وضوء کر کے آؤ۔

۷۹- لاتردید لامس:

ایک مولانا صاحب مشہور مدرس ہیں، حضرت اقدس کے مجاز ہیں، وہ معتکف تھے اور خانقاہ میں ایک ماہ سے مقیم تھے، ان کے ایک مہمان آگئے جو حدیث کے مشہور استاذ ہیں، کئی سال پہلے خانقاہ میں بغرض استفادہ علم وعمل کچھ وقت رہ چکے ہیں۔ مہمان ومیزبان بہت دیر تک مسجد میں فضول باتیں کرتے رہے جس میں غیبت جیسا کبیرہ گناہ بھی شامل تھا۔ حضرت اقدس کی خدمت میں مقدمہ پہنچا تو تراویح سے فارغ ہو کر عوام کے چلے جانے کے بعد مسجد ہی میں مجلس خواص میں دونوں کو کھڑا کیا اور میزبان سے دریافت فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کتنی دور سے یہاں آئے؟ انہوں نے عرض کیا کہ آٹھ سو کلومیٹر سے، فرمایا وہاں کیا پڑھاتے ہیں؟ شیخ الحدیث ہیں؟ انہوں نے عرض کیا

کہ ہدایہ پڑھاتا ہوں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے بہت بڑے مولوی ہو، رمضان کا مہینہ، اعتکاف کی حالت، آٹھ سو کلو میٹر سے اصلاح کے لیے آئے، ایک ماہ سے خانقاہ میں قیام ہے، پھر ایسی حرکت؟ جب یہاں اس قدر پابندیوں کے باوجود تم نے اتنا وقت ضائع کر دیا بلکہ مسجد میں حالت اعتکاف میں زنا سے بھی بدتر ''غیبت'' کا مشغلہ دیر تک جاری رکھا تو اپنے جامعہ میں کیا کرتے ہو گے؟ پھر حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ مولوی صاحب اتنی دور سے اصلاح کے لیے آئے ہیں مگر حرکت دیکھیں۔ مولانا صاحب نے عرض کیا کہ مہمان سے بارہا جان چھڑانے کی کوشش کی مگر یہ مسلط رہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ آپ کو یہاں ایک ماہ ہو چلا ہے اب تک اتنی ہمت پیدا نہیں ہوئی کہ کوئی گناہ کرائے تو اس سے جان چھڑا سکیں، یہ تو خانقاہ میں حال ہے، وہاں تو سب گناہوں کا ارتکاب کر لیتے ہوں گے، شکر ہے مرد ہوا گر عورت ہوتے تو نہ معلوم لوگ آپ سے کیا کچھ استفادہ کرتے، لاترد ید لامس کے مصداق ہوتے۔ پھر مہمان کے بارے میں دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک مشہور جامعہ میں محدث ہیں، حدیث کی مشہور کتاب سنن ابی داؤد پڑھاتے ہیں۔ فرمایا یہ دونوں بہت بڑے مولانا ہیں اور مہمان صاحب تو محدّث بھی ہیں یہ دونوں سب کچھ ہیں مگر انسان نہیں، صرف علم بے کار بلکہ وبال جان ہے، انسانیت آتی ہے اللہ والوں کی صحبت سے۔

شیخ شدی وزاہد شدی ودانش مند
این جملہ شدی ولیکن انسان نشدی

''تو شیخ بھی بن گیا، زاہد بھی اور دانش مند بھی، یہ سب کچھ بن گیا لیکن انسان نہ بنا۔''

پھر فرمایا دونوں ایک دوسرے کے کان پکڑو، جب ٹھیک ایک منٹ گزر گیا تو فرمایا چھوڑ دو۔

۸۰- وقف کا پنکھا فضول چلانے پر تنبیہ:

ایک مولوی صاحب نے پنکھا بند نہ کیا تقریباً تین گھنٹے فضول چلتا رہا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ تمہارے دو جرم ہیں:

۱- وقف کا پنکھا اور بجلی بلاضرورت خرچ کی، اس کی سزا یہ ہے کہ بجلی کا خرچ اور پنکھے کا کرایہ دارالافتاء میں جمع کرائیں۔

۲- غفلت: اس کی سزا تمہارے اس مجاہدے کی وجہ سے معاف کرتا ہوں جس کی اطلاع مجھے کل دوپہر ملی تھی (اس مجاہدہ کی تفصیل باب العبر کے ۲۸ میں دیکھیں) بجلی کا خرچ جمع کرانے کا ارادہ تھا مگر وہ دوسری سزا سے اس طرح تبدیل ہوگیا کہ ایک اور مولوی صاحب بھی کسی جرم میں گرفتار تھے اس لیے حضرت اقدس نے فرمایا کہ آپ کو بجلی کا خرچ جمع کرانے کی بجائے دوسرے مجرم کے ساتھ شریک کرتا ہوں، دونوں ایک منٹ ایک دوسرے کے کان پکڑیں۔ انہوں نے کان پکڑے تو نگران اور مجرمین میں ایک منٹ پورا ہونے میں اختلاف ہوگیا تو حضرت اقدس نے مزاحاً ارشاد فرمایا کہ شرعی اصول تو یہ ہے: اذا تعارضا تساقطا، اس لیے دوبارہ کرنا چاہیے۔

۸۱- گھر بلانے کی دعوت پر:

ایک مولوی صاحب بغرض اصلاح بہت دور سے حاضر ہوئے ابھی ایک ہی روز گزرا تھا کہ حضرت اقدس کو اپنے گھر تشریف لے چلنے کی دعوت دے دی۔ حضرت اقدس نے انہیں مندرجہ ذیل تنبیہات فرمائیں:

۱- میں اپنے محلّہ کے متعلقین کی دعوت بھی قبول نہیں کرتا، چہ جائیکہ اتنی دور جاؤں۔

۲- آپ نے مجھ سے کوئی معتد بہ دینی نفع حاصل نہیں کیا، ایسا شخص اگر مجھے گھر بیٹھے ہدیہ دے تو اس سے بھی مجھے اذیت ہوتی ہے۔ آپ نے اپنی طرف سے تو اظہارِ محبت کیا ہے مگر مجھے خوشی جب ہوتی کہ یہاں سے کسی دینی نفع کی اطلاع دیتے۔

۳- آپ نے مجھے کس وجہ سے دعوت دی؟ ذرا تبسم آمیز لہجے میں فرمایا کہ کل ہی تو آپ آئے ہیں، ابھی تک آپ نے میرا کچھ بھی نہیں دیکھا، بلا وجہ دعوت کا شوق کیسے اُٹھا؟

۴- انسان جہاں جائے سب سے پہلے وہاں کے اصول وضوابط معلوم کرنا لازم ہے، کم سے کم یہاں کے مقیمین ہی سے پوچھ لیتے۔ دو رکعت نفل پڑھ کر توبہ کریں اور عشاء کے بعد مجھے بتائیں۔

۸۲- رمضان المبارک میں مرغا:

بعد عصر بیان فرمایا کہ فضول کام وکلام سے دل تباہ ہو جاتا ہے سب کو تاکید کرتا ہوں کہ کم از کم رمضان میں تو اس سے بچنے کا اہتمام کریں۔ اسی روز عشاء کے بعد ایک مولوی صاحب نے چند منٹ فضول باتیں کیں، یہ مولوی صاحب حضرت اقدس کے مجاز بھی ہیں۔ حضرت اقدس کو ان کی حرکت کی اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ تازہ وضو کر کے دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھیں، اس جرم کی سزا کل ملے گی۔ دوسرے دن دوپہر کو سب لوگوں کے سامنے فرمایا کہ پورے برآمدے کا چکر لگا کر آؤ۔ انہوں نے مرغا بن کر برآمدہ کی سیر کی اور اسی حالت میں واپس اپنی جگہ آ گئے۔

۸۳- اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے دُعاء:

عصر کی مجلس میں فرمایا کہ آج یہ دُعاء عشاء کے بعد توجہ سے مانگیں، دُعاء شعر میں ہے۔

سن مرے نالے سن مرے نالے
اپنا بنالے اپنا بنالے
اے مرے اللہ اے مرے اللہ
اے مرے مولیٰ اے مرے مولیٰ

حاضرین مجلس میں سے کسی نے عشاء کے بعد فون پر بتایا کہ میں نے یہ دُعاء بیس منٹ تک مانگی ہے۔ فرمایا معلوم کریں کہ یہاں کے مقیمین میں سے کس کس نے یہ دُعاء

مانگی، معلوم ہوا کہ سب نے مانگی ہے یہ سن کر حضرت اقدس بہت خوش ہوئے۔

۸۴- ذکر اللہ کا اثر:

ایک دن حضرت اقدس نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لایزال لسانک رطبا من ذکر اللہ (ترمذی، کتاب الدعوات)

''تیری زبان ذکر اللہ سے تر ہے۔''

معلوم ہوا کہ ذکر اللہ سے زبان تر ہو جاتی ہے۔ دوسرے روز حضرت اقدس جب مجلس میں تشریف لائے تو گلے میں کچھ خشکی محسوس ہوئی لیکن جب بولنا شروع کیا اور فرمایا کہ تعلق مع اللہ پیدا کریں غیر اللہ سے نظر بالکل اٹھ جائے، دو تین بار تعلق مع اللہ فرمانے کے بعد گلا کھل گیا اور خشکی ختم ہو گئی تو فرمایا اللہ کہنے سے زبان اور حلق تر ہو گیا۔ اس کے بعد خوب جوش سے بیان فرمایا۔

۸۵- دوسروں کی حق تلفی پر سزا:

حضرت اقدس نے خانقاہ میں مقیمین کے لیے کافی مقدار میں پھل بھیجے، ایک مولوی صاحب کو قاسم متعین فرما دیا، انہوں نے دو غلطیاں کیں ایک تو یہ کہ تقسیم سے پہلے ہی خود کچھ کھا لیا، دوسرے یہ کہ دو افراد کا حصہ نہ رکھا۔ دوسرے روز دوپہر میں حضرت اقدس تشریف لائے تو ان مولوی صاحب سے دریافت فرمایا کہ دوسروں کا حق کھانا حرام ہے آپ نے ایسی حرکت کیوں کی؟ انہوں نے عرض کیا کہ بعد میں اصحاب حقوق سے معاف کرا لیا تھا۔ حضرت اقدس نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ مولوی بہت ہوشیار ہوتا ہے، کھاتا ہے حرام اور ہگتا ہے حلال، آپ نے حقوق معاف کرا لیے مگر دوسروں کی حق تلفی کا علاج بھی تو ضروری ہے، مرغا بنو۔ وہ کچھ سوچنے لگے تو ذرا تیز لہجے سے فرمایا کہ جلدی کرو۔ وہ جلدی سے مرغا بن گئے، پھر ایک طالب علم سے فرمایا کہ ان کی پشت پر ایک مکا لگاؤ۔ انہوں نے ماشاء اللہ! بہت ناپ تول کر متوسط درجہ کا مکا لگایا۔ دو منٹ

کے بعد فرمایا اب بیٹھ جاؤ۔

۸۶-عشاق کا مشروب:

فرمایا کہ عام صلحاء جنت میں کافور نوش فرمائیں گے اور عشاق کو زنجبیل پلایا جائے گا، زنجبیل کے مزاج میں حرارت ہے جو عشق کے مناسب ہے اور وہ خود نہیں پئیں گے چونکہ وہ دیدار محبوب میں دھت ہوں گے اس لیے فرشتے پکڑ پکڑ کر پلائیں گے۔ ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت فرشتے پلائیں گے یا حوریں پلائیں گی۔ حضرت اقدس کچھ دیر ہنسے پھر فرمایا آپ کو مصالحہ کچھ زیادہ ہی لگ گیا ہے۔

۸۷-نسخہ اصلاح پر لوگوں کا اعتراض:

مکہ مکرمہ سے ایک مرید نے خط لکھا جس میں اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ بزرگوں کے تو لطائف جاری ہوتے ہیں مگر میرے تو سبیلین ہی جاری ہیں اس بارے میں انہوں نے کچھ اشعار بھی لکھے تھے جس کا جواب حضرت اقدس نے منظوم تحریر فرمایا جو ''نسخہ اصلاح'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس پر مختلف اطراف سے بہت لے دے ہوئی کہ سبیلین کی بات کتاب میں کیوں شائع کی۔ جب یہ مرید بغرض زیارت حاضر ہوئے تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ آپ کے سبیلین نے تو کراچی میں فتنہ برپا کر رکھا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! میں نے تو اسی وقت دھو کر صاف کر لیے تھے معلوم نہیں کیوں فتنہ برپا کر رکھا ہے۔ ان کا یہ دل چسپ جواب سُن کر حضرت محظوظ ہوئے اور فرمایا خوب خوب۔

۸۸-بدگمانی سے بچنے کا اہتمام:

ایک بار فرائض کے بعد حضرت اقدس خلاف معمول گھر تشریف لے گئے پھر مسجد میں واپس آتے ہوئے بلند آواز سے فرمایا کہ الائچی دانے کھانے کا معمول ہے فرائض سے پہلے یاد نہیں رہا تھا اب اس کی خاطر گیا تھا۔ تراویح کے بعد فرمایا کہ وضو کا بار بار ٹوٹنا

بیماری ہے میرے جانے سے شبہہ مرض گزرا ہوگا اس لیے میں نے وضاحت کردی تھی، اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چت مت لیٹا کرو کیونکہ یہ بیماروں کا لیٹنا ہے۔

٨٩- علماء حج بدل نہ کریں:

فرمایا کہ حج بدل حج نفل سے افضل ہے مگر علماء کو حج بدل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ حج بدل کروانے والے بھیجنے والے پر احسان سمجھتے ہیں اور اس میں علماء اور علم دین کی توہین ہے۔

٩٠- ایذاء رسانی سے پرہیز:

ایک مولوی صاحب سحری کھانے کے بعد زور زور سے کھنکار کر گلا صاف کرتے تھے حضرت اقدس نے انہیں ہدایت فرمائی کہ اس طرح کرنے سے طبع سلیم کو ایذا ہوتی ہے اس سے پرہیز کریں اور اگر کوئی عذر ہے یا طبیب نے ایسے کرنے کو کہا ہے تو کہیں دور جایا کریں دور نہ جا سکیں تو ساتھیوں کو بتا دیں کہ عذر سے ایسا کرتا ہوں تا کہ انہیں بدگمانی نہ ہو۔

٩١- صحبت ناجنس باعث تکلیف:

ناجنس کی صحبت میں ظاہری آرام کتنا ہی زیادہ ہو مگر قلب کو سکون نہیں ہوتا راحت قلب سے محرومی رہتی ہے۔ اس کی ایک مثال یہ کہ جہاد افغانستان کے دوسرے سفر میں لوگوں نے میرے لیے ہوائی جہاز کا ٹکٹ لے لیا اونچے درجے کا اور دوسرے لوگوں نے اپنے ٹکٹ لیے اکانومی کے جو عوامی ہوتا ہے۔ اگر یہ پہلے مجھے بتا دیتے تو میں روک دیتا مگر انہوں نے مجھے بتایا ہی نہیں جب جہاز میں سوار ہو گئے تو مجھے بتایا کہ جہاز میں آگے جو خاص حصہ ہے اس میں آپ کی نشست ہے، میں نے انکار کر دیا کہ ایسے تو میں نہیں بیٹھوں گا وہاں تو سارے ناجنس ہوں گے ناجنس اور آپ لوگ اپنے احباب ہیں جہاں احباب بیٹھیں گے میں بھی وہیں ان کے ساتھ بیٹھوں گا۔ احباب کے ساتھ ہونا بڑی نعمت ہے

بڑی راحت ہے اس راحت کو چھوڑ کر ظاہری شان اور ظاہری راحت حاصل کرنے کے لیے ناجنسوں کے ساتھ بیٹھ جاؤں اس سے تو مجھے راحت کی بجائے تکلیف ہوگی۔

بالب دم ساز من گر جفتمی
ہمچو نے من گفتنہا گفتمی

''کاش میں اپنے محبوب کے ہونٹوں کے ساتھ پیوست ہوتا تو بانسری کی طرح مختلف باتیں اپنے منہ سے کہتا۔''

ہر کہ ازدم ساز شدباشد جدا
بے نوا شد گرچہ دارد صد نوا

''جو شخص بھی اپنے دم ساز سے علیحدہ ہو جائے وہ بے نوا ہو جاتا ہے، اگرچہ سو طرح کی آوازیں رکھتا ہو...... یعنی بے ذوق لوگوں کی موجودگی میں اہلِ کمال کی طبیعت نہیں کھلتی، بلکہ زبان بند ہو جاتی ہے۔''

کسی نے پوچھا کہ کیا حضرت نے کسی کو پیچھے سے آگے بھیجا تھا؟ تو فرمایا کہ نہیں، وہ خالی رہ جائے، جہاز والوں کو فائدہ پہنچ گیا، پھر یہ تو ظلم ہوتا، جو تکلیف میں خود برداشت کرنے کو تیار نہیں تو کسی اور سے کیوں کہتا کہ تم جا کر وہاں بیٹھو۔ پوچھنے والے نے عرض کیا کہ میری مراد غیر احباب میں سے کوئی ہے۔ فرمایا کہ غیر احباب پر بھی کیوں ایسا احسان کریں وہ تو قانون کے خلاف بھی ہوگا جس کی نشست ہوتی ہے وہی بیٹھ سکتا ہے دوسرا نہیں بیٹھ سکتا کسی دوسرے کو اپنی نشست پر بھیج دیتا تو خلاف قانون ہو جاتا۔ رہی یہ بات کہ اکانومی میں میری نشست تو تھی نہیں تو اس میں خلافِ قانون کیسے بیٹھ گیا، تو اس کا جواز یوں ہے کہ وہاں جگہ تھی جب جگہ ہو مستاجر کا اس میں فائدہ ہو نقصان نہ ہو کہ پیسے تو زیادہ لے لیے اور بیٹھے ہم ادنیٰ درجے میں تو ان کا فائدہ ہی ہے نقصان تو نہیں اس لیے وہیں بیٹھے۔

۹۲- مسئلہ بتانے کے بارے میں معمول:

فرمایا کہ میرا یہ معمول ہے کہ اگر کبھی کوئی سائل کسی مسئلہ کے بارے میں یا کسی حدیث کے بارے میں پوچھتا ہے کہ ایسی ایسی حدیث ہے یا نہیں یا یہ مسئلہ میں نے سنا ہے ایسا ہے یا نہیں؟ اگر وہ بات میرے علم میں ہوتی ہے تو بتا دیتا ہوں کہ ہاں ایسی حدیث ہے یا ایسا مسئلہ ہے اور اگر میرے علم میں وہ حدیث نہیں ہوتی تو میں یہ نہیں کہتا کہ حدیث نہیں ہے بلکہ میں یوں جواب دیا کرتا ہوں کہ میرے علم میں نہیں۔ کیا انسان اور کیا انسان کا علم، اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ ثُمَّ لَاتَجِدُ لَکَ بِهٖ عَلَیْنَا وَکِیْلًا o (۱۷-۸۶)

”اگر ہم چاہیں تو جس قدر ہم نے آپ پر وحی بھیجی ہے، سب سلب کرلیں، پھر اس کو واپس لانے کے لیے ہمارے مقابلے میں آپ کو کوئی حمایتی بھی نہ ملے گا۔“

ہم نے آپ کو جتنے بھی علوم دیے ہیں سب ہمارے قبضے میں ہیں ہم چاہیں تو ایک لمحے میں سارے کے سارے علوم سلب کرلیں۔ اور فرمایا:

وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا o (۱۷-۸۵)

ارے علم کے دعوے دارو! ذرا ہوش سے رہا کرو ہوش سے تمہیں تو ہم نے علم تھوڑا سا دیا ہے بہت تھوڑا سا۔ اور وہ تھوڑا سا علم بھی اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔

۹۳- صفائی کی اہمیت:

ایک مولوی صاحب نے وضوخانہ میں تھوک دیا اور پانی نہیں بہایا۔ حضرت اقدس نے انہیں مجلس میں کھڑا کر کے دوسرے مولوی صاحب سے فرمایا کہ ان کا کان پکڑ کر کہیں کہ ایسا کرنا گناہ ہے، آیندہ خیال رکھیں۔

۹۴- سزا ذریعۂ نفع:

ایک مولوی صاحب پنکھا اور ٹیوب لائٹ بند کیے بغیر مہمان خانے سے باہر چلے گئے۔ حضرت اقدس نے تراویح کے بعد ان سے فرمایا کہ اس کی سزا دو رکعت ہے ہر رکعت میں نصف پارہ پڑھیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ مجھے صرف نصف پارہ ہی یاد ہے۔ فرمایا نوافل میں تکرار جائز ہے دوسری رکعت میں بھی وہی دُہرالیں۔ پھر ان سے دریافت فرمایا کہ آپ کو معلوم بھی ہے یا نہیں کہ کب یہ جرم ہوا؟ انہوں نے عرض کیا کہ معلوم نہیں۔ فرمایا ایسی غفلت کہ پتا بھی نہ چلا، دو رکعتیں اس غفلت پر مزید واجب ہوگئیں، رکعتین خفیفتین بھی ادا کریں۔ دوسرے روز یہ مولوی صاحب اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ جو نفع مجھے ان دو رکعتوں سے ہوا ہے زندگی بھر کسی سے نہیں ہوا اور میری رائے یہ ہے کہ ہر آدمی کو یہاں آنا چاہیے۔

۹۵- علماء کے باہم رابطہ کی کوشش:

علماء کرام میں باہم رابطہ کے سلسلے میں حضرت اقدس نے یہ مکتوب علماء کرام کو ارسال فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من رشید احمد دار الافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی

الی العلماء الکرام ادام اللہ ظلالھم علی الامۃ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے عرصہ سے اس بات کا شدید احساس ہے کہ اپنے حلقہ کے علماء کا باہم کوئی رابطہ نہیں رہا، چونکہ بموجب درس عبرت **کبرنی موت الکبراء** غالبًا میں علماء پاکستان میں بلحاظ عمر سب سے بڑا ہوں، اس لیے اس کی تلافی کی ذمہ داری سب سے زیادہ مجھ پر عائد ہوتی ہے، کم از کم کراچی ہی کے علماء

میں ہر تین چار ماہ کے بعد باہم ملاقات کا سلسلہ رہنا چاہیے۔

مگر میرے لیے یہ ناقابل عمل ہے اس لیے کہ عمر و دیگر عوارض کے پیش نظر کہیں جانے سے معذور ہوں اور حق محبت ادا کرنے کے لیے کسی کو اپنے پاس بلانا قلب موضوع ہے، لہٰذا میں نے یہ طے کیا ہے کہ اکابر علماء میں سے ہر ایک کی خدمت میں ایک سو روپے ماہانہ ہدیہ محبت پیش کیا کروں گا اللہ تعالیٰ باہم توادد، تحابب اور تناصر کی نعمت سے نوازیں۔

سو روپے ارسال خدمت ہیں، عمر میں سب سے بڑا ہونے کی وجہ سے یہ ہدیہ محبت آپ حضرات کا مجھ پر حق ہے۔ دُعاء گو و دُعاء جو ہوں۔

ہر نماز کے بعد سب حضرات کے لیے خصوصی دُعاء کا میرا بہت قدیم اور دائمی معمول ہے، **وفقنا اللہ تعالی الجمیع لما فیہ رضاہ** والسلام علیکم

۹۶- شیخ کی حرکات و معمولات کو بغور دیکھیں:

کسی بڑے عالم سے یا کسی شیخ سے آپ کا تعلق ہو اور اس کے بارے میں آپ کا یہ عقیدہ ہو کہ اس کا ہر معاملہ شریعت کے مطابق ہوتا ہے کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں ہوتا خلاف ہونا تو درکنار ذرا ذرا سی بات پر اتباع سنت کا اہتمام کیا جاتا ہے، جہاں یہ اعتماد حاصل ہو جائے وہاں جو چیز بھی نظر آئے اس کے بارے میں پوچھ لینا چاہیے کہ ایسے کیوں ہے۔ یہاں باہر سے علماء آتے ہیں کئی کئی سال پڑھ کر یہاں پہنچتے ہیں تو انہیں یہ سمجھایا جاتا ہے کہ یہاں کی کسی بھی بات کے بارے میں یہ نہ سمجھ لیں کہ ایسے ہی کوئی اتفاقی بات ہے بحمد اللہ تعالیٰ یہاں ہر چھوٹی بڑی بات اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق صحیح صحیح بنانے کی کوشش کی جاتی ہے کسی بھی چیز کو اتفاقی بات سمجھ کر نہ ٹال دیا کریں ایک ایک بات پر ایک ایک کام پر نظر رکھا کریں۔ میرے لباس میں معلوم نہیں آپ لوگوں نے کوئی تغیر محسوس کیا یا نہیں، پگڑی کا شملہ پہلے بائیں کندھے کی طرف ہوتا تھا

کل سے یہ دائیں کندھے کی طرف ہوگیا ہے اس بارے میں اگر کسی کو خیال نہیں آیا تو کیوں نہیں آیا؟ خیال آنا چاہیے تھا نا، پوچھنا چاہیے کہ ہمیشہ تو بائیں جانب ہوتا تھا اب یہ دائیں جانب کیوں ہوگیا۔ ایک تو ادھر متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایسی باتیں جو دیکھنے سننے میں آئیں تو اس بارے میں پہلی بات تو ہے اعتماد کہ ضرور کوئی بات ہوگی، ہم سمجھیں یا نہ سمجھیں ہمیں بتایا جائے یا نہ بتایا جائے ہے ضرور کوئی صحیح بات، پہلی بات یہ کہ اعتماد رہے۔ دوسری بات یہ کہ پھر اگر اس کی مصلحت بھی سمجھ لی جائے تو اور زیادہ بہتر ہے، اس کے علاوہ اس سے خوشی اور اطمینان بھی ہوتا ہے کہ کم از کم اس نے دیکھا تو کہ یہاں کیا انقلاب آیا ورنہ یہی خیال رہتا ہے کہ ان لوگوں کو پتا ہی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے کیا نہیں ہو رہا۔ یہ شملہ کل سے دائیں کندھے کی طرف ہوگیا ہے، آج دوپہر میں علماء سے بھی پوچھا کہ آپ لوگوں کو خیال آیا یا نہیں آیا، تو ایک بچے نے بتایا کہ ہاں مجھے تو کل ہی سے یہ خیال ہے کہ ایسا ہوگیا ہے، پھر میں نے ان سے پوچھا کہ خیال تو آپ کو آگیا انقلاب کا پتا چل گیا لیکن آپ نے پوچھا کیوں نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ابھی ایک ہی نماز میں دیکھا ہے خیال تھا کہ بعد میں پوچھوں گا۔ دُعاء کرلیں کہ یا اللہ! ایک بچے کے دل میں تو نے جو خیال ڈال دیا تو ایسا اہتمام، ایسی اہمیت، ایسی فکر سب کے دلوں میں ڈال دے کہ تیرے قانون کو معلوم کرنے میں ذرا ذرا سی بات کی فکر رہے۔ اب اس کی وجہ سنیے! میں نے دو سال پہلے دوبارہ پگڑی باندھنا شروع کی ہے، ابتداء میں پینتیس سال کی عمر تک پگڑی باندھتا تھا اس پگڑی کی نوعیت کیسی ہوتی تھی پھر اسے باندھنا کیوں چھوڑ دیا اس کی تفصیل پہلے بتا چکا ہوں اور ایک وعظ چھپ رہا ہے ''شرعی لباس'' اس میں یہ تفصیل موجود ہے۔ دو سال پہلے جب مجاہدین کے سروں پر عمامے دیکھے تو مجھے خیال ہوا کہ یہ تو میرے بچے ہیں بچوں کے سروں پر عمامے اور بابا ایسے ہی پھر رہا ہے اسے بھی تو عمامہ رکھنا چاہیے پھر میں نے دو سال پہلے دوبارہ عمامہ باندھنا شروع کیا ان دنوں میں سرسری طور پر عمامہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات بھی کچھ

معلوم کیے، شملہ کی دو کیفیتیں تو ثابت ہیں ایک پیچھے پشت کی طرف دوسری دائیں کندھے کی طرف، بائیں کندھے کی طرف ثبوت نہیں ملا ہوسکتا ہے کہ زیادہ تحقیق کی جائے تو شاید بائیں کندھے کی طرف بھی کوئی ثبوت مل جائے اس کے باوجود بائیں کندھے کی طرف رکھتا تھا حالانکہ ثبوت تو ملا پشت کا اور دائیں کندھے کا جبکہ میں رکھتا تھا بائیں کندھے کی طرف وجہ اس کی یہ ہے کہ بائیں کندھے کی طرف رکھنے کی کوئی ممانعت تو ہے نہیں، ثبوت نہیں تو بھی جائز تو ہے۔ جس چیز کا ثبوت نہ ملے اور اسے کوئی عبادت سمجھ کر، سنت سمجھ کر کرتا ہے تو وہ بدعت ہے جس کا چھوڑنا ضروری ہے اور اگر سنت سمجھ کر نہیں کرتا ویسے ہی اس میں کوئی سہولت ہے عادت ہے تو کچھ حرج نہیں، کر سکتے ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ شملہ بائیں کندھے کی طرف چھوڑنے کا کوئی ثبوت تو نہیں ملا ہوسکتا ہے کہ ہو ہمیں ذرا سرسری تلاش سے نہیں ملا اور اگر نہیں بھی ملتا تو بھی ہم اسے سنت نہیں سمجھتے بائیں جانب کرنے میں سہولت تھی اس لیے کرتا رہا۔ وعظ ''شرعی لباس'' یہ لوگ چھاپ رہے ہیں چھپنے سے پہلے میں ایک نظر دیکھا کرتا ہوں، کل جب اسے دیکھا تو اس میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ بائیں جانب شملہ کرتا ہوں سہولت کے لیے، ایک بات اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈالی کہ جب دائیں جانب کا ثبوت تو ہے یقینی اور میں یہ کہتا ہوں کہ بائیں جانب کرنے میں سہولت ہے اپنی سہولت کو ایک یقینی فضیلت پر ترجیح کیوں دوں؟ دائیں جانب کرکے دیکھ لوں کیا اتنا ہی مشکل ہے کہ ہو نہیں سکے گا تجربہ تو کروں اللہ تعالیٰ آسان فرمائیں گے کل صبح سے میں نے دائیں جانب کرلیا مجھے تو کوئی بھی تکلیف نہیں ہورہی جو سہولت بائیں جانب میں تھی ویسی ہی سہولت دائیں جانب میں بھی ہورہی ہے اللہ تعالیٰ نے اس مشکل کو آسان فرمادیا۔ دو سال پہلے دائیں جانب شملہ کرنا مشکل لگتا تھا بائیں جانب کررہا تھا کل جب اس کا اہتمام پیدا ہوا کہ جو چیز ثابت ہے وہ مسلمان کے لیے آسان ہونی ہی چاہیے جب قلب میں اہمیت پیدا ہوئی تو عمل آسان ہوگیا۔ اس سے یہ بھی ایک سبق حاصل کریں کہ شریعت کی کوئی بات آسان

نہیں لگتی تو اس کی اہمیت ایسی دل میں آجائے کہ آسان لگے اور اگر آسان نہیں لگتی تو بھی مشقت برداشت کرے ثواب ملے گا۔ یہ تفصیل اس لیے بتادی کہ کہیں دیکھنے والوں کو خیال ہو کہ ایسا کیوں ہوا؟ اللہ کرے کہ خیال آیا ہو تو اچھی حالت ہے اور اگر کچھ سوچتے ہی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے پھر تو کسی کو کیا بتانا۔ کوشش کیا کریں کہ یہاں کی ہر بات کے بارے میں خیال آجائے کہ یہ تغیر کیوں پیدا ہوا؟

۹۷-دارالافتاء سے تعلق رکھنے کی شرائط:

دارالافتاء سے خواہ کوئی استاذ تعلق رکھے خواہ کوئی طالب علم یا کوئی موظف، ہر ایک کے لیے یہ ہدایات ہیں کہ یہاں تعلق وہ رکھے جسے تعلق رکھنے سے پہلے اعتماد حاصل ہو جائے اور پھر انقیاد اور اطلاع واتباع کے لیے تیار رہے۔ اعتماد، انقیاد، اطلاع اور اتباع، اصل میں تو یہ چار چیزیں ہوتی ہیں اصلاحی تعلق کے لیے مگر یہاں کا نظام سوچ سمجھ کر ایسا بنایا گیا ہے کہ اس میں بھی یہی چار شرائط ملحوظ ہیں سو اگر کسی کو اپنے بارے میں یہ اطمینان ہو کہ وہ ان شرائط پر عمل کر سکے گا تو تعلق قائم کرے ورنہ شروع ہی سے تعلق نہ رکھے۔

شرائط کی تفصیل:

پہلی شرط یعنی اعتماد کا مطلب یہ ہے کہ تعلق قائم کرنے سے پہلے یہ اعتماد حاصل کرلیں کہ یہاں جس نظم کے تحت کام ہو رہا ہے اس کی صحت ونافعیت پر آپ کو اعتماد ہے اور یہ قواعد وضوابط آپ کے لیے بھی نافع ہیں۔ یہ اعتماد حاصل کرنے کے لیے استخارہ کریں، آپس میں استشارہ کریں، دُعائیں کریں اس میں خواہ کئی دن لگ جائیں کوئی بات نہیں مگر بہرحال پہلے اعتماد حاصل کریں۔

دوسری شرط یعنی انقیاد کا مطلب یہ ہے کہ جب تعلق رکھنے سے پہلے اعتماد حاصل ہو جائے تو پھر اس کے لیے تیار رہیں کہ جو احکام ملیں گے شرح صدر سے، طیب خاطر،

بلا چون و چرا، بلا پس و پیش بہت مسرت سے ان پر عمل کریں گے۔

اپنی اصلاح کے لیے دو نسخے استعمال کریں ایک "**تواصی بینهم**" یعنی آپس میں ایک دوسرے کی کوئی غلطی نظر آئے تو اسے محبت سے سمجھائیں "**وتواصو بالحق وتواصو بالصبر**" (1) پر عمل کریں، قرآن مجید کا نزولِ اولی علماء کے لیے ہے عوام کے لیے تو ثانوی نزول ہے، عوام علماء کے قول و عمل ہی سے سمجھیں گے، علماء عمل نہیں کریں گے تو دوسرے لوگ کیا عمل کریں گے، اسی طرح جو لوگ علماء سے گہرا تعلق رکھتے ہیں وہ بھی اسی حکم میں داخل ہیں سو جس کی غلطی نظر آئے اسے محبت و نرمی سے کہیں اس کی حقارت دل میں نہ آئے اور جس کو کہا جائے وہ کہنے والے کو جزاک اللہ کہے اور خوب خوب پر تپاک اظہار مسرت کرے کہ بہت اچھا ہوا بھائی آپ نے مجھے بتا دیا، جزاک اللہ، جزاک اللہ۔

دوسرا نسخہ یہ ہے کہ خود اپنے حالات کا جائزہ لیتے رہیں، اپنے اندر کوئی غلطی نظر آئے تو اصلاح کی کوشش کریں، کوشش کے باوجود اگر غلطی زائل نہیں ہو رہی تو ذمہ داروں کو اطلاع دیں کہ میرے اندر یہ خامی ہے اس کی اصلاح کی بہت کوشش کر رہا ہوں اس کے باوجود اصلاح نہیں ہو پاتی اس کے لیے مجھے کوئی نسخہ بتایا جائے، پھر جو نسخہ دیا جائے اس کا اتباع کریں اسے کہتے ہیں اطلاع و اتباع۔ اگر کسی کو ابتداء میں تو اعتماد حاصل ہو گیا مگر کچھ دن گزرنے کے بعد اعتماد جاتا رہا وہ تعلق ختم کر دے۔

اِمۡسَاکٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ (۲۲۹:۲)

"دستور کے موافق رکھ لینا، یا بھلے طریقے سے چھوڑ دینا۔"

جب تک رہتے ہیں مختلف طریقوں سے مصالحہ لگتا رہتا ہے اور اگر کوئی جانا چاہے تو اسے بالکل کچھ نہیں کہتے، آرام سے چلا جائے، مصالحہ تو اسے لگے گا جو ہسپتال میں رہنا

۱- وہ لوگ ایک دوسرے کو حق پر قائم رہنے کی تاکید کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو پابندی کی تاکید کرتے ہیں۔

چاہے، انجکشن تو اسے ہی لگے گا، جو ہسپتال میں علاج کروانا ہی نہیں چاہتا اسے کیا انجکشن لگائیں گے؟

اسی طرح منتظمین میں سے کسی کو طلبہ یا عملہ کے کسی فرد پر اعتماد نہ رہے تو ان پر لازم ہے کہ آرام سے رخصت کریں، کیونکہ تعاہد وتعاقد کی جو بناء تھی جب وہ باقی نہ رہی تو شرعاً رہنا جائز نہ رہا۔

منتظمین اس کا خیال رکھیں داخلہ لینے والوں کو بتادیا کریں کہ یہ دارالافتاء، یہ مدرسہ، یہ جامعہ، یہ اخبار اور یہ ٹرسٹ سب کچھ ''خانقاہ'' کے تابع ہے جس موقع پر مناسب سمجھا جائے گا مریدوں جیسا معاملہ کیا جائے گا جسے چاہیں چراگاہ میں بھیج دیں اور جسے چاہیں یہاں رہنے دیں۔

ہر شخص یہ سوچے کہ دوسرے مدارس اور اداروں میں طعام وقیام بہتر اور آزادی بھی ہے پھر وہاں کی آزادی اور آسائش چھوڑ کر یہاں کیوں آیا؟ یہاں آنے کے بعد اگر چند روز میں احساس بیدار نہیں ہوتا اور اصلاح کی فکر پیدا نہیں ہوتی تو یہاں سے چلا جائے، اگر نہیں جاتا تو اسے منتظمین بطریق احسن روانہ کردیں۔ اساتذہ کو بھی ہدایت کی جاتی ہے کہ امتحان میں علمی استعداد سے زیادہ عملی صلاحیت کو مدنظر رکھیں۔

چند وصیتیں:

دو وصیتیں بکثرت کرتا رہتا ہوں جو چھپی ہوئی بھی ہیں اور ان میں سے پہلی وصیت کیسٹ میں بھی محفوظ ہے جو ماہانہ سنانے کا معمول ہے، اب پھر بہت تاکید سے وصیت کرتا ہوں۔

① کسی کے بارے میں کوئی بھی اشکال ہو وہ صرف اسی سے کہیں، کسی دوسرے سے ہرگز نہ کہیں بلکہ کوئی دوسرا آپ کے سامنے کسی پر کوئی اشکال کرے تو اسے بھی یہی ہدایت کریں کہ جس کی بات ہے اسی سے کہیں، دوسروں سے کہنے میں غیبت کے عذاب

کے علاوہ انتشار، اختلاف اور تنافر پیدا ہوتا ہے البتہ کوئی محبت سے سمجھانے کے باوجود باز نہ آئے تو کسی ذمہ دار کو بتانا فرض ہے۔ میں اپنے بارے میں بھی بہت تاکید سے وصیت کرتا ہوں کہ مجھ سے متعلق جو بھی بات ہو براہِ راست صرف مجھ ہی سے کہیں، کوئی مجھے بتاتا ہے تو میں اس سے بہت خوش ہوتا ہوں اور اس کے لیے بہت دُعاء کرتا ہوں۔

④ ''اختلافِ نظر'' کو بہت احتیاط سے سمجھنے اور بتانے کا معمول بنائیں، کسی کی تحقیر کا کوئی بعید سے بعید اندیشہ نہ ہو خصوصاً اساتذہ اس کا بہت اہتمام کریں تاکہ طلبہ کی صحیح تربیت ہو اور ان میں تنافر پیدا نہ ہو، بے احتیاطی سے بتانے کی صورت میں طلبہ میں اختلاف نظر رکھنے والے علماء سے بدگمانی پیدا ہونے کا خطرہ ہے اور ایسے استاذ سے تو یقیناً نفرت پیدا ہوتی ہے۔

مزید تیسری وصیت:

اگر کسی کو اس کی کسی خامی پر تنبیہ کریں تو اس کے بعد اسے اس خامی پر کبھی بھی عار نہ دلائیں بلکہ اس سے انقباض واعراض بھی نہ رکھیں اس کے لیے دُعاء کیا کریں اور اس کی تطییب خاطر و دل جوئی کے لیے انشراح، انبساط اور حسنِ سلوک کا معاملہ کریں، ایسا نہ کرنے سے اس کے قلب میں کدورت، ناصح سے نفرت اور صلاح کی بجائے اور زیادہ فساد پیدا ہوتا ہے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور یوں تنبیہ فرمائی:

''اس کے خلاف شیطان کی مدد مت کرو۔'' (بخاری)

نماز کے بارے میں یہ قانون ہے کہ اساتذہ وطلبہ اور عملہ کے دوسرے افراد اگلی صفوں میں رہا کریں، صف اول میں پہنچنے کی کوشش کریں ثم الاول فالاول۔ یہ علم اور خانقاہ میں رہنے کا ایسا مطالبہ ہے کہ اسے پورا کیے بغیر ایسے علم سے جہل اور خانقاہ میں رہنے سے دوری بہتر ہے نماز میں غفلت کرنا اس کی دلیل ہے کہ یہ دین کے دوسرے کاموں میں اس سے بھی زیادہ متہاون ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے:

ان اھم امور کم عندی الصلوٰة، من حفظھا وحافظ علیھا حفظ دینه ومن ضیعھا فھو لما سواھا اضیع. (رواہ مالک)

بے شک میرے نزدیک تمہارے تمام کاموں میں سب سے زیادہ اہم نماز ہے۔ جس نے اس کی حفاظت کی اور اس پر مداومت کی اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے اسے ضائع کیا وہ دوسرے کاموں کو اس سے بھی زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔

علاوہ ازیں علماء اور ان کے متعلقین کی غفلت سے عوام ان سے بدگمان ہو رہے ہیں جو ان کے دین کی تباہی کا باعث ہے اس کا عذاب ایسے علماء اور ان کے متعلقین پر بھی ہوگا۔ منتظمین پر فرض ہے کہ اس کی بہت سختی سے پابندی کروائیں ورنہ عنداللہ وعندالناس مجرم ٹھہریں گے:

وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ز وَلَیُسْـَٔلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ o (۲۹-۱۳)

> ”وہ لوگ اپنے گناہوں کا بوجھ اُٹھائیں گے، اور اپنے بوجھ کے ساتھ اور بوجھ بھی اُٹھائیں گے۔ اور البتہ قیامت کے روز ان سے پوچھ ہوگی ان جھوٹی باتوں کے بارے میں جو وہ بناتے تھے۔“

(اس کی اہمیت کا بیان اور اس بارے میں میری کوششوں کی تفصیل ”انوارالرشید“ جلد ثالث عنوان ”شانِ اصلاح وتربیت“ اور وعظ ”دردِ دل“ میں دیکھیں۔)

۹۸- دنیا وآخرت میں عافیت کا سبب:

ایک دُعاء ہے:

اللھم انا نسئلک العفو والعافیة والمعافاة فی الدین والدنیا والاخرة.

”اے اللہ! ہم آپ سے معافی اور دین میں دنیا میں اور آخرت میں عافیت

مانگتے ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگا کرو۔ عافیت اور معافاۃ کے معنی ایک ہی ہیں لیکن جب دونوں جمع ہوجائیں تو کبھی معنی بدل جاتے ہیں اور کبھی مبالغہ ہوتا ہے تو یہاں مبالغہ ہے کہ تینوں چیزوں میں بہت عافیت عطا فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے عافیت سے نوازا ہو اور ایک دن کا رزق اس کے پاس ہو تو اس کے لیے بہت کچھ ہے۔

اس دُعاء میں اللہ سے معافی پہلے مانگی ہے، معلوم ہوا کہ انسان کی جتنی ضرورات ہیں سب کے لیے پہلے گناہ چھوڑنا پھر توبہ کرنا، اگر ایسا نہیں تو دُعاء مانگنے کا کوئی حق نہیں۔ پھر آگے فرمایا کہ دین میں اور دنیا میں تو اس سے ثابت ہوا کہ سب سے پہلے دین یعنی گناہوں کا چھوڑنا ہے اس کے بعد ہی دنیا میں عافیت ملے گی۔ پھر جب دین اور دنیا میں عافیت ہوگئی تو ان شاء اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی عافیت ہوجائے گی۔ یا اللہ! ہم سب کے حق میں اس دُعاء کو قبول فرمالے۔

۹۹۔ نعمت کی دو قسمیں:

جب اللہ تعالیٰ کسی تکلیف سے نجات عطا فرمائیں تو یہ دُعاء مانگا کریں:

اللهم لا تجعلني فرحا فخورا واجعلني برحمتك عبدا شكورا.

جب کسی بے دین کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ بہت بے صبر ہوجاتا ہے، ناشکری کرتا ہے پھر جب اس تکلیف میں تخفیف ہوجائے یا وہ زائل ہوجائے تو اتراتا پھرتا ہے اور اللہ کا شکر نہیں ادا کرتا۔ اس کے برعکس نیک لوگوں کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے کوئی مرض یا مصیبت وغیرہ تو وہ اس حالت کو بھی نعمت سمجھ کر شکر ادا کرتے ہیں۔ انہیں اس بات کا استحضار ہوتا ہے کہ اس تکلیف سے گناہ معاف ہورہے ہیں، درجات میں ترقی ہورہی ہے، مزید یہ کہ دنیا میں اس سے بھی بڑی بڑی تکالیف ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے محفوظ

رکھا اور سب سے بڑی بات یہ کہ دین کو ضرر نہیں پہنچا، یہ مصیبت دنیوی ہے دینی نہیں۔ جب تکلیف کی نعمت راحت کی نعمت سے بدل جاتی ہے تو اس پر بھی شکر ادا کرتے ہیں۔

اکابر کے ملفوظات پڑھنے سے بات وقت پر یاد آجاتی ہے۔ ایک شخص بزرگوں سے بہت تعلق رکھتے تھے، مواعظ وملفوظات پڑھتے رہتے تھے۔ انہوں نے ایک بار مجھے خط میں لکھا کہ میری بیوی کا حادثہ ہوگیا ہے، دُعاء فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نعمت مرض کو نعمت صحت سے تبدیل فرمادیں۔ ان کی صلاحیت دیکھ کر بہت مسرت ہوئی۔ آپ لوگ بھی اس طرح دُعاء کیا کریں کہ یا اللہ! نعمت مرض یا آفت کو نعمت صحت یا عافیت سے بدل دے۔

۱۰۰- نافرمانوں پر کفر کی ہیبت:

جب عقل نہیں ہوتی تو انسان کیا کچھ سوچتا ہے، لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ ارے! امریکا سے مقابلہ، یہ مجاہد لوگ امریکا سے مقابلہ کریں گے۔ مرے جارہے ہیں امریکا کے خوف سے کہتے ہیں یہودی اور امریکا بہت بڑی قوت ہے بہت بڑی قوت، بہت بڑی قوت، یہ مجاہدین کو کیا ہوگیا؟ ان کے دماغ خراب ہوگئے، یہ اتنی بڑی قوت کے ساتھ ٹکر لینا چاہتے ہیں۔ وہ مجاہدین کو کہتے ہیں کہ یہ بے وقوف ہیں احمق لوگ ہیں۔ دو تین سال پہلے کسی نے کہہ دیا کہ سعودیہ کے حکمرانوں پر یہودیوں نے جادو کردیا ہے اس لیے یہ جہاد کے خلاف ہیں تو بھری مجلس میں میں نے کہا کہ اللہ کے بندو! جادو وادو ان پر کسی نے نہیں کیا یہ انصیاء ہیں انصیاء، اس کے معنی جو لوگ سمجھ گئے سمجھ گئے جو نہیں سمجھے تو چلیے اتنا ہی ٹھیک ہے۔ ان سے کوئی پوچھے، مگر پوچھے تو جب کہ ذرا سی عقل بھی ہو عقل اس لیے نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں چھوڑتے، روس کی قوت تو امریکا سے کئی گنا زیادہ تھی امریکا تو روس کے نام سے دہل رہا تھا تو وہ روس جو امریکا کا بھی ابا یا دادا تھا اللہ نے اس روس کو مجاہدین کے ہاتھوں تباہ کردیا تو امریکا ان کے سامنے کیا ہے مگر جس کے دل میں اللہ کا خوف نہیں ہوتا وہ دنیا کی ہر طاقت سے ڈرتا ہے۔

کتاب کا انتخاب سوچ سمجھ کر کیجیے

کتاب

بہترین دوست بھی ہے اور بدترین دشمن بھی

کتاب

ذہن بناتی بھی ہے اور بگاڑتی بھی ہے

کتاب

دین کے قریب بھی کرتی ہے اور اس سے دور بھی لے جاتی ہے

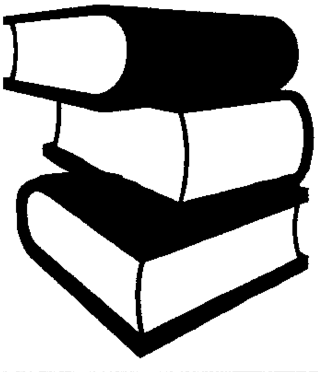

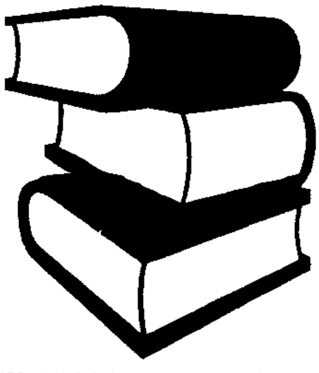

کتاب گھر بہترین کتابوں کا انتخاب کرتا ہے، آپ کے لیے، آپ کے بچوں کے لیے

کیا آپ جانتے ہیں؟

◎ — آج گھر گھر لڑائی اور دنگا فساد کیوں برپا ہے؟

◎ — ہماری نوجوان نسل مادر پدر آزاد، اعلیٰ اخلاقی اقدار سے عاری، بے راہ روی کی دوڑ میں تمام حدود کیوں پھلانگ چکی ہے؟

◎ — میاں بیوی، اولاد و والدین اور استاذ و شاگرد آپس میں دست و گریبان کیوں ہیں؟

◎ — ہم پر انواع و اقسام کے امراض، آفات و بلیات اور حوادث کی بہتات کیوں ہے؟

◎ — ہر قسم کے اسبابِ راحت اور دنیوی آسائشوں کے باوجود لوگ زندگی سے تنگ اور آمادۂ خودکشی کیوں ہیں؟

◎ — اگر آپ ان سوالوں کا جواب جاننا چاہتے ہیں ——— تو

فقیہ العصر، مفتیٔ اعظم، عالمِ ربانی حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

کے مطبوعہ مواعظ کا مطالعہ کیجئے، جن کو پڑھ کر اب تک لاتعداد مسلمانوں کی زندگیوں میں انقلاب آگیا، ان گنت نوجوانوں کی صورتیں سنتِ نبویہ کے سانچے میں ڈھل گئیں، بے شمار آوارہ گرد بے پردہ خواتین شرعی پردہ کی پابند بن گئیں اور دربدر دھکے کھانے والے پریشان حال لوگوں کی پریشانیاں زائل ہوگئیں۔ یہ **مواعظ** ملک و بیرونِ ملک تقریباً بارہ مختلف زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان مواعظ میں بیان کئے گئے تیر بہدف نسخے ہر مسلمان کے تمام امراض اور پریشانیوں کا شافی علاج ہیں۔ نیز مختلف موضوعات پر حضرتِ والا کے گراں قدر مواعظ کی کیسٹیں بھی مندرجہ ذیل پتہ پر دستیاب ہیں۔

ملنے کا پتا: **کتاب گھر** ناظم آباد نمبر ۴ کراچی نمبر ۱۸ — فون: 021-6602361
فیکس: 021-6602814

فہرست مواعظ و رسائل

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

خطبات الرشید
استقامت
انوار الرشید
رمضان ماہ محبت
زندگی کا گوشوارہ
مسجد کی عظمت
محبت الٰہیہ
وہم کا علاج
مرض و موت
نفس کے بندے
صفات قرآن
ہر پریشانی کا علاج

حقوق القرآن
درد دل
زکوٰۃ کے مسائل
قربانی کی حقیقت
گلستان دل
میراث کی اہمیت
بیعت کی حقیقت
ربیع الاول میں جوش محبت
تبلیغ کی شرعی حیثیت اور حدود
جشن آزادی
مالداروں سے محبت
علماء کا مقام

سود خور سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا اعلان جنگ
علم کے مطابق عمل کیوں نہیں ہوتا؟

علاج یا عذاب
غیبت پر عذاب
دینداری کے تقاضے
عیسائیت پسند مسلمان
گانے بجانے کی حرمت
باب العبر
ترک گناہ
ٹی وی کا زہر
حفاظت زبان
جواہر الرشید
انفاق فی سبیل اللہ
عید کی سچی خوشی

چندہ کی رقوم کے احکام
اللہ کے باغی مسلمان
ایمان کی کسوٹی
مراقبہ موت
آسیب کا علاج
سیاست اسلامیہ
شرعی پردہ
شرعی لباس
صراط مستقیم
صحبت کا اثر
حفاظت نظر
ملا کا رزق

زحمت کو رحمت سے بدلنے کا نسخہ اکسیر
شریعت کے مطابق وراثت کی اہمیت

کتاب گھر کی دیگر مطبوعات

- مسلح پہرہ اور توکل
- سیدی و مرشدی
- مسلم طالبات
- پکار
- دریچہ
- تحریک کشمیر کی شرعی نوعیت

کتاب گھر، السادات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد، ناظم آباد، کراچی
فون: 021-36688239 موبائل: 0305-2542686